اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

THE AL-FAZL QADIAN

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

الفضل قادیان

فی پرچہ

ایڈیٹر غلام نبی

نمبر ۸۲ ‏ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۲۹ء یوم جمعہ مطابق ۲ ذیقعدہ ۱۳۴۷ھ

جلد ۱۶

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کو بفضل ایزدی پہلے سے بہت افاقہ ہے۔ حضور نمازوں میں تشریف لاتے ہیں

شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور انجمن حمایت اسلام لاہور کی دعوت پر ان کے جلسہ میں ۱۲ اپریل ۱۹۲۹ء کو تقریر کرنے کے لئے تشریف لے گئے ۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب دہلی کے سفر سے واپس تشریف لے آئے ہیں ۔

مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے سالانہ امتحان ہونے کے بعد جماعت بندی ہو رہی ہے ۔ بیرونی احباب کو جلد اپنے بچے سکولوں میں داخل ہونے کے لئے بھیج دینے چاہئیں ۔

اخبار "الفضل" کے خاتم النبیین نمبر کے مضامین کی فہرست

اہل قلم اصحاب کو دعوت عام

ذیل میں وہ فہرست مضامین درج کی جاتی ہے ۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے الفضل کے خاتم النبیین نمبر کے لئے تجویز کر کے عنایت فرمائی ہے۔ اہل علم اور اہل قلم بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت جس عنوان کے متعلق چاہیں خامہ فرسائی فرمائیں ۔ اور اپنی محبت اور اخلاص سے جو سرور دو جہاں کی ذات والا صفات کے متعلق انہیں ہے ۔ مضمون قلم بند کر کے ۳۰ اپریل سے پہلے پہلے ایڈیٹر الفضل کو ارسال فرمائیں مضمون اخبار کے دو صفحوں سے کسی صورت میں زیادہ نہیں ہونا چاہیئے ۔ اور جس قدر جلدی پہنچے گا ۔ اور جتنا صاف لکھا ہوا ہوگا ۔ اتنا ہی زیادہ عمدہ طور پر شائع ہو سکے گا ۔

جن عنوانوں پر یہ ⁂ نشان ہے ۔ ان پر مرکز کے بزرگوں نے مضمون تحریر فرما کر دینے کا وعدہ کیا ہے ۔ لیکن اگر کوئی اور صاحب بھی پوری تحقیق و تدقیق کے ساتھ دلچسپ پیرایہ میں لکھنا چاہیں تو حرج نہ ہوگا ۔ مگر غرض یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں ۔ کہ تاریخ مقررہ پر ہی مضمون بھیجا جائے ۔ یہ احباب کی سہولت کے لئے مقرر کی گئی ہے ۔ ورنہ ہمارے لئے اسی میں سہولت ہے کہ جلد سے جلد مضامین پہنچ جائیں ۔

خواتین سے گذارش

خواتین بھی جس عنوان پر چاہیں ۔ مضمون لکھ کر ارسال فرمائیں ۔ لیکن جلد ۔ مختصر اور جامع مضامین بڑی خوشی اور شکریہ سے شائع کئے جائیں گے گذشتہ سال کئی خواتین کو بعد از وقت مضامین بھیجنے پر عدم اندراج کی شکایت پیدا ہوئی تھی ۔ اب بھی اگر کسی نے جلدی توجہ نہ کی ۔ تو اعلیٰ سے اعلیٰ مضمون بھی درج ہونا مشکل ہوگا ۔

وہ عنوان جن پر مضامین لکھنے چاہئیں۔ اور جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔ حسب ذیل ہیں:۔

فہرست مضامین

(۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن (ایک مجوعہ بچپن اور علومت)
(۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ملک کو کس حالت میں پایا۔
(۳) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ملک کو کس حالت میں چھوڑا۔
(۴) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دن۔
(۵) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات۔
(۶) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلوت۔
(۷) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوت۔
(۸) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق بچوں سے۔
(۹) بچوں کا تعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔
(۱۰) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق نوجوانوں سے۔
(۱۱) نوجوانوں کا تعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔
(۱۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق بوڑھوں سے۔
(۱۳) بوڑھوں کا تعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔
(۱۴) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلوک عورتوں سے۔
(۱۵) عورتوں کا معاملہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔
(۱۶) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شہری کی حیثیت میں۔
(۱۷) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق غیروں سے۔
(۱۸) غیروں کا تعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔
(۱۹) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جرنیل کی حیثیت میں۔
(۲۰) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مدبر کی حیثیت میں۔
(۲۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نبی کی حیثیت میں۔
(۲۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک معلم کی حیثیت میں۔
(۲۳) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خاوند کی حیثیت میں
(۲۴) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک باپ کی حیثیت میں
(۲۵) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق غلاموں سے۔
(۲۶) غلاموں کا تعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔
(۲۷) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انسان کی حیثیت میں۔
(۲۸) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بھائی کی حیثیت میں۔
(۲۹) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بادشاہ کی حیثیت میں۔
(۳۰) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کارکن کی حیثیت میں۔

اخبار احمدیہ فلسطین وشام

حکمۃ الصیام

ماہ رمضان میں میں نے دیکھا۔ کہ بہت سے تو تعلیمیافتہ روزہ نہیں رکھتے۔ اور جو روزہ رکھتے ہیں۔ وہ بھی اس کی حکمت سے جاہل ہیں۔ اسی طرح افطار و سحور وغیرہ مسائل میں نہایت لاپرواہی برتتے ہیں۔ اکثر ان میں سے بارہ یا ایک بجے رات تک جاگتے رہتے۔ پھر سحری کھا کر سو جاتے۔ نماز تراویح کو محض ایک ریاضت بدنی خیال کرتے۔ ایک امام کے متعلق سنا۔ کہ وہ تقریباً ۴۰۔ ۵ سیکنڈ میں سورۃ فاتحہ پڑھکر کہتا۔ والشمس وضحاھا۔ اللہ اکبر۔ اور دوسری رکعت میں والقمر اذا تلٰھا۔ اللہ اکبر اسی طرح تیسری رکعت میں والنھار اذا جلّٰھا۔ اللہ اکبر۔ یعنی پندرہ تراویح نو سورہ الشمس سے پوری کرتا۔ نیز جو مضامین حکمت صیام کے متعلق اخباروں میں شائع ہوئے۔ ان میں سوائے چند روایات نقل کر دینے کے اور کچھ نہ تھا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ روزہ اور اس کے متعلقہ احکام کی حکمت پر ایک ٹریکٹ لکھوں چنانچہ پندرہ صفحہ کا ٹریکٹ لکھا۔ جسے جماعت احمدیہ شام نے اپنے خرچ پر ڈیڑھ ہزار کی تعداد میں شائع کیا۔ فلسطین اور شام میں تقسیم کیا گیا ہے اس کا لوگوں پر نہایت اچھا اثر ہوا۔ اکثر نے پڑھ کر کہا۔ یہ ہے حقیقی اسلام

حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کی تعمیل

عید کے روز برادرم حمدی آفندی کے گھر پر جلسہ ہوا۔ بوجہ مشغولیت سب احباب حاضر نہ ہو سکے۔ پہلے برادرم حمدی آفندی نے ایک قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت احمدیہ کے کارناموں پر سنایا۔ اور پھر رشدی آفندی البسطی کا لیکچر ہوا۔ پھر میں نے چند نصائح بیان کیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا ارشاد سنایا۔ کہ ہر احمدی کو سال میں علی الاقل ایک احمدی بنانے کا عہد کرنا چاہیئے۔ مندرجہ ذیل احباب نے حاضرین میں سے اس ارشاد کی تعمیل میں اپنا نام لکھوایا:۔
حمدی آفندی۔ ندیم آفندی۔ رشدی البسطی۔ سعید آفندی الجزدری۔ مصطفیٰ آفندی

محمد عبدہ الجباصینی۔ شیخ سلیم الربانی۔ خلیل محمد نواہ۔ عبد الحلیم آفندی
احباب سے دعا کے لئے درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس عہد کے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ تجویز نہایت مبارک ہے اگر ایک لاکھ احمدی بھی اس امر کے لئے عہد کرلیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس عہد کو پورا کرنے کے لئے توفیق مانگتے رہیں۔ تو ایک سال میں ایک لاکھ اشخاص جماعت میں باسانی داخل ہو سکتے ہیں۔

شرق الاردن میں احمدیت

مدیر مدرسہ ام قیس چار پانچ ماہ سے سلسلہ میں داخل ہیں۔
عید کی رخصتوں میں ان کے ساتھ معبا الدیا
عابودی حیفا تشریف لائے۔ وہ
ان کے مدرسہ میں معلم
ہیں۔ اور شاعر ہیں۔
تین سال
تک جامع
ازہر میں
بھی تعلیم
پائی ہے
ان کے
والد صاحب
مرحوم
فلسطین
میں ایک
مشہور عالم تھے
تین چار روز بحث
کرنے کے بعد سلسلہ
میں داخل ہو گئے۔

”الفضل“ کا خاتم النبیین نمبر اور احباب کرام

”الفضل“ کے خاتم النبیین نمبر کے لئے اس دفعہ اپنے بیرونی ممالک کے مبلغین کو لکھا گیا تھا کہ وہ خود بھی مضمون لکھکر ارسال کریں۔ اور معزز مسلم اور غیر مسلم اصحاب سے بھی مضامین لکھائیں۔ احباب یہ سن کر خوش ہونگے۔ کہ اس تحریک کے مطابق مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل مبلغ فلسطین کا مضمون پہونچ گیا ہے۔ اور انہوں نے لکھا ہے۔ مسلم معزز اصحاب سے بھی مضامین حاصل کر کے ارسال کرینگے۔ اسی طرح امید ہے۔ انگلستان۔ افریقہ۔ آسٹریلیا۔ ماریشس۔ سماٹرا سے بھی اعلیٰ پایہ کے مضامین موصول ہونگے۔ اگرچہ مضامین حاصل کرنے کی کوشش ابھی ابھی شروع کی گئی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیابی ہو رہی ہے کئی ایک معزز غیر مسلم اصحاب کے مضامین بھی پہونچ چکے ہیں۔
غرض ہم پرچہ کو بہتر سے بہتر بنانے میں پوری جدوجہد کر رہے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ احباب ہمیں امداد دینے کے لئے کیا کر رہے ہیں۔ جلد سے جلد خریداری کی درخواستیں ارسال فرمائیں۔ اور زیادہ سے زیادہ پرچہ کی اشاعت کیلئے کوشش کریں۔ قیمت ۴ر فی پرچہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ اور زیادہ تعداد میں خریدنے والے اصحاب کو کمیشن بھی دیا جائیگا۔ براہ مہربانی جلدی تعداد مطلوبہ سے مطلع فرمائیے۔

فلسطین میں نئے احمدی

مندرجہ ذیل اشخاص سلسلہ میں نئے داخل ہوئے ہیں:۔
۱۔ برادرم محمد عارف آفندی قصبہ طول کرم میں رہتے ہیں۔ ان کے والد صاحب ایک مشہور تاجر ہیں۔ ۲۔ ایک استانی مسمات خدیجہ آل قزان سلسلہ میں داخل ہوئی ہے۔ اس نے اپنے خرچ پر مدرسۃ البنات کھولا ہوا ہے۔ مدرسہ کا نام روضۃ الاطفال الحدیثہ ہے۔ ۳۔ محمود عبد الحمید الشامی۔ ۴۔ عبد القادر الهندی۔ ۵۔ عبد الحلیم ابو بکر جا والد منتظم نوجوان ہے۔ احباب سے سب کی استقامت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ والسلام

خادم:۔
جلال الدین شمس احمدی از حیفا فلسطین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۸۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

مسلم لیڈروں کی وائسرائے ہند سے ملاقات

پچھلے دنوں مسٹر پٹیل صدر اسمبلی نے سرکردہ ہندو لیڈروں کی وائسرائے ہند اور دوسرے اعلیٰ ارکان سلطنت سے ملاقات کا جو انتظام کیا تھا۔ اور جس میں نہرو رپورٹ کے مجوزین اور مؤیدین کے لئے موقعہ بہم پہنچایا گیا تھا۔ کہ وہ اپنا نقطۂ نگاہ گورنمنٹ ہند کے ذمہ وار حکام کے سامنے پیش کریں۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے جہاں ہم نے اس خطرہ کا اظہار کیا تھا۔ جو اس قسم کی ملاقات کے نتیجہ میں مسلمانوں کے لئے مترتب ہو سکتا تھا۔ وہاں یہ بھی لکھا تھا :-

"کسی مسلمان سرکردہ لیڈر کی طرف سے مثلاً مولوی محمد یعقوب صاحب ڈپٹی پریذیڈنٹ اسمبلی کی طرف سے ہی وائسرائے اور دوسرے اعلیٰ حکام کو ٹی پارٹی پر مدعو کیا جائے۔ اور اس موقعہ پر ایسے لوگوں کی ملاقات کا انتظام کیا جائے۔ جو مسلمانوں کے اصلی نمائندے اور ان کے مطالبات کی صحیح ترجمانی کرنے والے ہوں۔ وائسرائے ہند کو ایسی پارٹی میں شریک ہونے سے دریغ نہیں ہونا چاہیئے۔ اور نہ کسی بڑے سے بڑے عدم تعاونی مسلمان کو کوئی عذر ہو۔ جب عدم تعاون کے بانی گاندھی جی وائسرائے کے پہلو بہ پہلو بیٹھ کر گفتگو کر سکتے ہیں۔ تو کوئی اور عدم تعاونی کیوں نہیں کر سکتا" (الفضل ۲۹ مارچ)

جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ یہ مشورہ سوائے "الفضل" کے اور کسی نے پیش نہیں کیا تھا۔ اور نہ کسی کو اس کی اہمیت کا احساس ہوا تھا۔ اب جبکہ "الفضل" کی اس اہم تجویز پر اسی طرح عمل کیا گیا ہے۔ جس طرح یہ پیش کی گئی تھی۔ تو ہمیں اس پر جائز طور پر فخر کرنے کا حق ہے۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں۔ مسلمانوں کے حقوق اور مفاد کے متعلق ہمارے دل سے نکلی ہوئی بات مسلمان لیڈروں کے دل میں گھر کر گئی۔ اور انہوں نے اس پر عمل پیرا ہونا اپنے قومی اور ملکی مفاد کے لئے نہایت ضروری سمجھا۔

"الفضل" میں جو مشورہ پیش کیا گیا تھا۔ اور جو اصل الفاظ میں اوپر نقل ہو چکا ہے۔ وہ حسب ذیل امور پر مشتمل تھا۔

۱۔ وائسرائے ہند اور دوسرے اعلیٰ ارکان حکومت سے مسلمان لیڈروں کی ملاقات کے لئے کسی مسلمان سرکردہ لیڈر مثلاً مولوی محمد یعقوب صاحب ڈپٹی پریذیڈنٹ اسمبلی دعوت کا انتظام فرمائیں

۲۔ اس موقعہ پر مسلمانوں کے اصل نمائندوں اور ان کے مطالبات کی صحیح ترجمانی کرنے والوں کو مدعو کیا جائے۔

۳۔ وائسرائے ہند کو ایسی دعوت میں شریک ہونے سے دریغ نہیں ہونا چاہیئے۔

۴۔ نہ کسی بڑے سے بڑے عدم تعاونی مسلمان کو وائسرائے سے ملاقات کرنے میں عذر ہو۔

ہمیں یہ معلوم ہو کر بڑی مسرت اور خوشی ہوئی۔ کہ جناب مولوی محمد یعقوب صاحب ڈپٹی پریذیڈنٹ اسمبلی نے ۳۰ مارچ وائسرائے ہند کو ایٹ ہوم دیا۔ جس میں بہت سے سرکردہ مسلمان لیڈروں کو مدعو کیا گیا۔ اور شدید عدم تعاونی لیڈروں نے بھی بخوشی شمولیت اختیار کی۔ چنانچہ جہاں مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی شریک ہوتے۔ وہاں مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔ مولانا محمد علی نے خصوصیت کے ساتھ وائسرائے ہند سے ملاقات کی۔ اور دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ دوسرے مسلمان معززین سے بھی وائسرائے بہادر کا تعارف کرایا۔

قطع نظر اس سے کہ اس موقعہ پر کیا گفتگو ہوئی۔ اور مسلمان عمائد کو وائسرائے ہند کے سامنے اپنا سیاسی نقطۂ نگاہ پیش کرنے اور مسلمانوں کے مطالبات کی طرف توجہ دلانے میں کہاں تک کامیابی ہوئی۔ قابل مسرت یہ بات ہے۔ کہ گورنمنٹ سے قطع تعلق کی پالیسی کو مسلمانوں نے اپنی سیاسی ترقی کے لئے زہر قاتل سمجھ لیا۔ اور ہندوؤں کے اس ہتھکنڈے سے آگاہ ہو جانے کا انہوں نے ثبوت پیش کر دیا کہ باوجود گاندھی جی خود عدم تعاون کے موجد ہونے کے باوجود حکومت کے سب سے بڑے نمائندہ سے میل ملاقات ضروری سمجھتے ہیں لیکن مسلمانوں کو گورنمنٹ سے دور دور بھاگنے کے لئے اشتعال دلاتے رہتے ہیں۔

اگرچہ افسوس کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ مسلمانوں میں ایسے کوتہ اندیش اور قوم فروش لوگ ہیں جنہوں نے گاندھی جی اور دوسرے ہندو لیڈروں کا وائسرائے ہند اور دیگر ارکان سلطنت کے ساتھ اپنی خاص مجلس میں سرگوشیاں کرنا کا درست سمجھا۔ اور ان کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نکالنے کی جرأت نہ کی تھی۔ مگر وائسرائے ہند سے ملاقات کرنے والے مسلمان لیڈروں کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑ گئے ہیں۔ لیکن ایسے ننگ قوم لوگوں کو چھوڑ کر تمام مسلمانان ہند کے نزدیک مولوی محمد یعقوب صاحب بے حد تعریف و توصیف کے مستحق ہیں۔ کہ انہوں نے حکومت کے اعلیٰ اور ذمہ دار ارکان کو مسلمانوں کے جذبات اور احساسات سے مطلع کرنے کا انتظام فرمایا۔ اور اپنی سعی اور کوشش میں اس حد تک کامیاب ہو گئے کہ علی برادران۔ مفتی کفایت اللہ صاحب اور و مولانا احمد سعید کے سے عدم تعاون کے شیدائیوں کو اس نہایت ضروری اور اہم کام میں حصہ لینے کے لئے آمادہ کر لیا۔ ان اصحاب کی دوراندیشی اور اپنی قوم سے ہمدردی کی بھی داد دینی چاہیئے۔ کہ حالات زمانہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور برادران وطن کی خود غرضیوں کو دیکھتے ہوئے انہوں نے وہی راستہ اختیار کیا جس کے اختیار کرنے کا مطالبہ الفضل

لیگ کے جلسہ میں افتراق پیدا کرنیوالے

نہرو رپورٹ کے حامی مسلمانوں نے ہندوؤں کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کی خاطر مسلم لیگ کے جلسہ دہلی میں مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کی توقعات کو جس بے دردی سے پامال کیا ہے۔ وہ نہایت ہی شرمناک ہے۔ انہوں نے نہ صرف لیگ کے معمولی ضوابط کی کوئی پرواہ نہ کی۔ بلکہ اخلاق اور تہذیب کو بھی بالکل بالائے طاق رکھ کر ایسی روش اختیار کی۔ جو نہایت ہی افسوسناک تھی۔ ان پر نہ تو لیگ کے صدر مسٹر جناح کی اتحاد کے لئے پرزور اپیل کا کچھ اثر ہوا۔ اور نہ انہوں نے صدر کی تگ و دو کی کوئی پرواہ کی۔ بلکہ صدر محترم کے جلسہ میں آنے کے لئے۔ اس لئے چند منٹ دیر کرنے پر کہ وہ ان متقدر مسلمانوں سے جنہیں نہرو والوں نے اپنی بد زبانی اور درشت کلامی سے بد دل کر کے جلسہ سے چلے جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ اتفاق و اتحاد کے لئے گفتگو کر رہے تھے جھٹ اپنے ڈھب کا صدر بنا لیا۔ اور نہرو رپورٹ کو منظور کرنے کا ریزولیوشن پیش کر دیا۔ اور باوجود مخالفت کا شور برپا ہو جانے کے دو منٹ کے اندر اندر اس کی منظوری کا بھی اعلان کر دیا گیا۔ اتنی پھرتی اور اتنی جلدی صرف اس لئے کی گئی۔ کہ مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کی تمام تجاویز کو خاک میں ملا کر ہندوؤں سے انعام و اکرام حاصل کر لیں

تفرقہ پردازوں کو کیا ملا؟

لیکن اس میں ان قوم فروش اور ملت کش لوگوں کو کس قدر کامیابی ہوئی۔ اس کا اندازہ ہندو پریس کی آراء سے لگایا جا سکتا ہے۔

دہلی کا اخبار "تیج" ان لوگوں کے فتحمندی کے دعووں کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے :-

"ہم اسے قومی نقطۂ نگاہ سے قوم پرستوں کی جیت تصور نہیں کر سکتے بلکہ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو وہ ایک معنی میں رجعت پسندوں کی ان پر جیت ہے۔ چونکہ لیگ کی سبجیکٹ کمیٹی میں کثرت رائے سے جو ریزولیوشن منظور ہوا ہے۔ اس کے ذریعہ نہرو رپورٹ کی غیر مشروط طریق پر تائید نہیں کی گئی۔ بلکہ تائید کو مسلمانوں کے تقریباً انہیں مطالبات سے مشروط کر دیا گیا ہے۔ جو مسٹر جناح اور ان کے ساتھی کلکتہ میں چاہتے تھے"

مطلب یہ کہ چونکہ "قوم پرست" مسلمانوں نے نہرو رپورٹ کو "غیر مشروط طریق" سے منظور نہیں کیا۔ بلکہ کچھ شرائط لگا دی ہیں۔ اس لئے وہ ساری کوششیں جو انہوں نے مسلمانوں میں فتنہ و فساد پیدا کرنے کے لئے کیں۔ اور وہ تمام مظاہرے جو انہوں نے اپنی بداخلاقی اور بدتہذیبی کی نمائش کیلئے کئے بالکل فضول اور لغو ہیں۔ ان کا فرض تو یہ تھا کہ بلا چون و چرا نہرو رپورٹ کو صحیفۂ آسمانی سمجھ کر آمنا و صدقنا کہدیتے لیکن چونکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا اس لئے وہ قطعاً قابل التفات نہیں ہیں۔ کجا یہ کہ ان کے معاوضات قوم فروشی میں اضافہ کیا جا سکے۔

اگر اتنا ہی ہوتا۔ تو بھی "قوم پرست" سمجھ لیتے۔ چلو کچھ ہاتھ سے تو نہیں گیا۔ لیکن ان کی بدقسمتی ملاحظہ ہو۔ ان پر یہ فتویٰ لگایا جا رہا ہے۔

"وہ اپنی موجودہ روش کی وجہ ہندوؤں کا اعتماد کھو بیٹھے۔ اور ہندوؤں میں یہ خیال پھیل گیا کہ وہ بھی اپنی بات پر قائم نہیں رہتے" (تیج ۴ اپریل)

یہ ہے وہ انعام جو قوم پرست نہیں بلکہ قوم فروش مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کی تمام جدوجہد کو برباد کر دینے اور مسلمانوں کے فوائد کو ہندوؤں کے ہاتھ فروخت کر دینے کے صلہ میں ملا ہے۔ کاش وہ اب بھی عبرت حاصل کریں

نامنظوری سے بدتر منظوری

ایک طرف نہرو رپورٹ کے حامی مسلمانوں کے اس دعوے کو دیکھئے۔ جو لیگ کے جلسہ میں نہرو رپورٹ کی تائید کی ریزولیوشن پاس کرنے کے متعلق بایں الفاظ کر رہے ہیں۔ کہ "مسلم لیگ کے اجلاس میں احرار کی شاندار فتح" (زمیندار ۳ اپریل) اور دوسری طرف ہندوؤں کی رائے زنی ملاحظہ کیجئے۔ تیج کا اقتباس اوپر درج کیا جا چکا ہے۔ ملاپ (۵ مارچ) لکھتا ہے

"اگر آپ مسلم لیگ کے پاس شدہ ریزولیوشن پر غور کرینگے تو پتہ لگ جائیگا۔ کہ یہ منظوری نامنظوری سے بدتر ہے" پھر لکھتا ہے:۔

اپنا دل بہلانے کے لئے منظور کہہ لو یا نامنظور ہماری رائے تو یہ ہے۔ کہ یہ منظوری ہزار نامنظوریوں سے بری ہے"

سب ہندو یہی کہہ رہے ہیں اور جنہیں کل تک قوم پرست مسلمان کہہ کر پکارتے تھے آج ان کے خلاف ناراضگی اور غصہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کیا ان مسلمانوں میں اتنی غیرت اور حمیت باقی ہے کہ وہ ہندوؤں کی ناراضگی کی بے سبب کی کوئی پرواہ نہ کریں اور انہیں صاف صاف کہہ دیں کہ اب تو قوم فروشی کی حد ہو گئی۔ اگر یہ سودا انہیں منظور نہیں تو ہم بھی مزید ارزانی کے لئے تیار نہیں۔

رواج کے مقابلہ میں شریعت کا احترام

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل شدہ شریعت اور آپ کے بتائے ہوئے اصول تمدن و معاشرت پر آج ہر مخالف و موافق طوفان حیات کے تلاطم خیز تھپیڑوں سے محفوظ رہنے کے لئے عمل کرنے پر مجبور ہو رہا ہے۔ تفصیلات میں جانے کی اس وقت گنجائش نہیں لیکن مذاہب و اقوام کی موجودہ تاریخ پر ایک نظر ڈالنے سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

بدقسمتی اور حرمان نصیبی کے باعث مسلمانان ہند نے ایک مدت سے شریعت کے ایک اہم حکم پر عمل ترک کر رکھا ہے۔ اور ورثہ کے بارے میں رواج کو شریعت پر مقدم قرار دے چکے ہیں۔ محض اس وجہ سے کہ ان کی لڑکیاں ان کی جائداد سے کچھ حصہ نہ پا سکیں۔ اس طرح وہ اپنے ہاتھوں اسلام کے امتیازی نشان کو مٹانے کے مجرم ہو رہے ہیں۔ کیونکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے دنیا میں عورت کی حیثیت قائم کی۔ اور اسے اس کے حقوق عطا کئے۔ لیکن مسلمان خدا تعالیٰ کی بازپرس سے لاپرواہ ہو کر اس بے کس طبقہ کے حقوق دبائے بیٹھے ہیں۔ اور اس ظلم کی پاداش میں دین و دنیا میں رسوا ہو رہے ہیں۔

ان حالات میں یہ خبر ہم نے بڑی خوشی کے ساتھ سنی۔ کہ صوبہ سرحد میں مسلمان بندوبست کے کاغذات میں شریعت کا فیصلہ اپنے لئے قطعی لکھا رہے ہیں۔ اور رواج کی بجائے شریعت کے مطابق تقسیم ترکہ کی پابندی کا اقرار کر رہے ہیں۔ چنانچہ تحصیل نوشہرہ و پشاور کے مسلمانوں نے متفقہ طور پر اس کی پابندی کا اقرار کیا ہے اور یہ تحریک وسعت اختیار کر رہی ہے۔ مسلمانان پنجاب کو بھی جلد جلد رواج کی لعنت کو دور کر کے شریعت پر عمل کرنا چاہئے۔ اور سرکاری کاغذات میں اس کا اندراج کرا دینا چاہئے۔

اشارات

ہندو صاحبان نے مس میو کے خلاف جس قدر غیظ و غضب کا اظہار کیا۔ وہ اپنی مثال آپ ہی تھا۔ حالانکہ اس بیچاری کا اگر کوئی قصور تھا۔ تو صرف یہ کہ۔ اس نے بعض ایسی باتیں جنہیں ہندو مقدس مذہبی رسوم کے طور پر ادا کرتے ہیں۔ اپنی کتاب "مدر انڈیا" میں لکھ دی تھیں۔ اور جو کچھ لکھا تھا اصل حقیقت سے بہت کم لکھا تھا۔

اگر وہ باتیں ناقابل اظہار اور قابل شرم تھیں۔ تو صاف ظاہر ہے۔ مس میو اتنی مجرم نہ تھی جتنے وہ لوگ ہیں۔ جو ان پر عمل پیرا ہونا کار ثواب سمجھتے ہیں۔ ان ہندوؤں کا جنہوں نے مس میو کے خلاف شور مچانا اپنا بہت بڑا کارنامہ سمجھا۔ فرض تھا۔ کہ اپنے ہم قوم اور ہم مذہب لوگوں کو سمجھاتے۔ اور ایسی باتوں کے ارتکاب سے باز رکھتے۔ مگر انہوں نے اس طرف قطعاً توجہ نہ کی۔ اور توجہ کر بھی کیونکر سکتے تھے۔ جبکہ وہ لوگ جو ان امور کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یونہی نہیں کرتے بلکہ اپنے آباؤ اجداد کو عمل پیرا ہوتے دیکھنے کے علاوہ اپنے دھرم کی مقدس پستکوں کے حوالے بھی اپنی تائید میں رکھتے ہیں۔

بہرحال ویدک دھرم یا تغیر پسند ہندوؤں نے مس میو کو بہت برا بھلا کہکر اور گالیاں دے کر سمجھ لیا۔ وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے اور انہوں نے ہندو دھرم کی بہت بڑی خدمت سر انجام دے لی۔ لیکن اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ ہندوؤں کے مقدس تیرتھوں پر روزانہ اس قسم کی رسوم ادا کی جاتی ہیں۔ جو نہ صرف ہندوستان کے لئے بلکہ انسانیت کے لئے بھی نہایت ہی شرمناک ہیں۔ اور ستم یہ کہ ان کی ادائگی پر فخر کیا جاتا۔ اور مذہبی احکام کی بجا آوری قرار دیا جاتا ہے

ایک تازہ واقعہ اخبار تیج (۵ اپریل) میں شائع ہوا ہے۔ لکھا ہے "یکم اپریل کی شام کے تقریباً ۴ بجے ہر کی پوڑی کا پل گذر کر جو بڑا سا پلیٹ فارم ہے۔ اس پر ایک ہندو نے اپنی نوجوان بہن کو سنکلپ کر کے ایک پنڈت کے سپرد کر دیا۔ اس شخص نے اپنی بہن کو کھڑا کر کے اس کے ارد گرد پانی کا چکر بنا دیا۔ اور پنڈت نے منتر پڑھ کر سنکلپ کی ودھی کو سماپت کیا۔ اس تمام کارروائی کو دہلی آریہ پیردل کی ایک بردھ استری دیکھ رہی تھی۔ اس نے اس نوجوان استری کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا۔ یہ کام شاستر کے ورودھ ہے۔ میں تم کو پنڈت کے ساتھ ہرگز نہ جانے دونگی۔ اس پر نوجوان عورت نے جواب دیا۔ کہ میرے بھائی کو ایسا کرنے کا پورا ادھیکار ہے۔ اب میں اس پنڈت کے ساتھ ہی رہونگی۔ یہ کہکر جھٹکا دے کر اپنا ہاتھ چھڑا کر پنڈت کے ہمراہ چلی گئی اس عورت کی عمر تقریباً ۲۵ سال کی تھی۔ اور نہائت خوبصورت بتلائی جاتی ہے"

واقعہ بہت ہی عبرت ناک ہونے کے ساتھ ہی شرمناک بھی ہے لیکن ہر دوار کا سا مقدس "تیرتھ" ہو۔ "ہر کی پوڑی" کے پل کے پاس کا "پلیٹ فارم" ہو۔ "سنکلپ" کی رسم ادا کی جا رہی ہو۔ "پنڈت جی" نے "منتر پڑھ کر" "سنکلپ کی ودھی کو سماپت" کیا ہو۔ تو پھر کسے اس کارروائی کے خالص ویدک دھرمی ہونے میں شک و شبہ کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ خاص کر اس صورت میں جبکہ "ایک ہندو" اپنے دھرم کا اتنا سچا پیرو ہو کہ اپنے ہاتھوں اپنی "نوجوان بہن" کو "سنکلپ" کرنا باعث فخر سمجھتا ہو۔ اور بہن بھی اپنے دھرم پر اتنی "درڑھ" ہو۔ کہ عین اس وقت ایک "دخل در معقولات" دینے والی استری کو یہ کہکر ڈانٹ بتا دے کہ "میرے بھائی کو ایسا کرنے کا پورا ادھیکار ہے۔ اب میں اس پنڈت کے ساتھ ہی رہونگی"

جب تک "آریہ ورت" "میں" "ویدک دھرم" کے ایسے شیدائی بہن اور بھائی پائے جائیں کیا اس وقت تک ممکن ہے۔ کہ ویدک دھرم کی ایسی مقدس تعلیمات زیر عمل نہ آتی رہیں۔ خواہ آریہ اس کے خلاف ناخنوں تک زور لگائیں اور قدم قدم پر ٹھوکر کا پتھر بنتے رہیں۔ دراصل ویدک دھرم ایسے ہی لوگوں کے دم سے قائم ہے۔ اور ایسے وجود ہی کبھی نہ کبھی "پراچین تہذیب" کا نظارہ اس گئے گذرے زمانہ میں بھی دکھا دیتے ہیں۔ ورنہ آریوں نے تو اصلاح نام رکھکر ویدک دھرم کو مٹانے میں کوئی کسر ہی نہیں اٹھا رکھی۔

آریہ صاحبان ہر وقت اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ ویدک دھرم کو دنیا کے سامنے ایسی شکل میں پیش کریں۔ کہ کوئی اس پر اعتراض نہ کر سکے۔ خواہ انہیں اپنے مذہب کو کتنا ہی بگاڑنا پڑے۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہئے۔ یہ طریق نہ صرف غیر ہندوؤں کے نزدیک بلکہ خود ہندوؤں کے نزدیک بھی قطعاً قابل تحسین نہیں دنیا کی باتوں سے ڈر کر اپنی مذہبی باتوں کو نہ صرف ترک کر دینا۔ بلکہ ان کے خلاف زبان کھولنا اعلیٰ درجہ کی بیہودگی ہے۔ اور پکے ہندوؤں کو آریوں کی اس قسم کی کوئی حرکت قطعاً گوارا نہیں کرنی چاہئے۔

آریہ صاحبان کو بھی ہم مشورہ دینگے کہ وہ خواہ مخواہ ہر بات میں دخل دینے اور مقدس سے مقدس مذہبی رسوم کو "شاستر کے ورودھ" بتانے کے لئے نہ کھڑے ہو جایا کریں۔ شاستروں کے الفاظ کے الٹ پلٹ معنی کر کے انہیں یہ نہ سمجھنا چاہئے۔ جو کچھ وہ کہتے ہیں اسے صحیح سمجھ لیا جائیگا۔ صدیوں کے عمل اور ہزارہا سال کے رواج کو "شاستر کے ورودھ" نہیں کہا جا سکتا۔ اگر آریہ ان باتوں کو پسند نہیں کرتے۔ تو شاستروں کا ہی انکار کر دیں۔

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(فرمودہ ۵ اپریل سنہ ۱۹۲۹ء)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

چند دن ہوئے۔ ہماری جماعت کی

مجلس شوریٰ

کے اجلاس ہوئے۔ اور تمام جماعتوں کے نمائندوں نے جماعت کی اہم ضروریات پر غور کیا۔ اور ان کے متعلق مشورہ دیا تھا۔ چونکہ اس وقت زیر مشورہ امور کی اہمیت اور کثرت کی وجہ سے کام وقت مقررہ کے اندر نہ ختم ہو سکا تھا۔ اس لئے میں نے دعا پر ہی اس مجلس کو ختم کر دیا تھا۔ اور تقریر نہ کر سکا تھا۔ مگر آج میں چاہتا ہوں۔ کہ خطبہ جمعہ کے ذریعہ قادیان کی جماعت کو بھی اور باہر کی جماعتوں کو بھی اس فرض کی طرف توجہ دلاؤں۔ جو مجلس شوریٰ کے مشوروں کے نتیجہ میں ان پر عائد ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو نعمتیں عطا کی ہیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ کام کرنے والی۔ مگر سب سے زیادہ کم ذمہ داری کا احساس رکھنے والی انسان کی زبان ہوتی ہے۔ زبان درحقیقت تعلقات باہمی میں سب سے زیادہ حصہ لیتی ہے۔ لیکن اسے ذمہ داری کا احساس بہت کم ہوتا ہے۔ اور دل اور زبان کے درمیان اللہ تعالیٰ نے ارادہ کی قوت کو رکھکر اپنے بندوں کا

بہت بڑا امتحان

لیا ہے۔ اگر انسان کے افکار اس کی زبان پر تسلط رکھتے۔ تو شائد دنیا کے بہت سے فسادات دور ہو جاتے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انسان ان اعلیٰ کمالات تک بھی نہ پہونچ سکتا۔ جن تک خدا تعالیٰ اسے پہونچانا چاہتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے انسان کے

دل اور زبان کے درمیان

قوت ارادہ کو حائل کر دیا۔ انسان کا فکر کچھ اور کہتا ہے۔ لیکن انسان زبان کے ذریعہ ظاہر کچھ اور کرتا ہے۔ اس کے دل میں اور خیالات ہوتے ہیں۔ اور زبان کچھ اور کہہ رہی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے زبان کے فیصلوں کا چنداں اعتبار نہیں ہوتا۔ جب تک کہ انسان کے دل میں ان کے متعلق عزم نہ ہو۔ جب تک انسان قلب میں پختہ ارادہ نہ کر چکا ہو۔ اس وقت تک اس کے

زبانی فیصلے

کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ ہم مجلس مشاورت میں جمع ہوئے۔ بڑے بڑے اہم معاملات پر غور کیا گیا۔ ان کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا گیا۔ آخر ہم کسی نہ کسی نتیجہ پر پہونچے۔ لیکن اس طرح نتائج پر دنیا ہمیشہ پہونچا ہی کرتی ہے۔ دنیا کی کونسی قوم ہے۔ جو اپنے مستقبل کے متعلق کسی نہ کسی نتیجہ پر نہیں پہونچتی۔ مگر کیا ہر قوم دنیا میں کامیاب بھی ہو جایا کرتی ہے اپنے

مستقبل کے متعلق

ہر قوم فیصلہ کرتی ہے۔ مگر کامیاب وہی ہوتی ہے۔ جو صحیح فیصلہ کرتی ہے اور پھر اس پر عمل بھی کرتی ہے۔ بڑے بڑے

فیصلوں کا طومار

چھوٹی سے چھوٹی جدوجہد کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور

زبانی تقریریں

عمل کی خفیف سی حرکت کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتیں۔ پس میں اپنے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جن امور پر انہوں نے مجلس مشاورت میں غور کیا۔ اور آئندہ کے لئے اپنا جو پروگرام مقرر کیا۔ جہاں تک ممکن ہو۔ اس پر عمل کرنے کے لئے جدوجہد کریں۔

ہماری حالت

دنیا کی قوموں کی حالت سے نرالی ہے۔ اور جس قدر انبیاء آئے۔ ان کی قوموں کی حالت دنیا سے نرالی ہی تھی۔ پھر جو جماعتیں انبیاء سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان سے معاملہ بھی نرالا ہی کیا گیا۔ دنیا کے تمام ملکوں کو دیکھ لو۔ ان کا ایک حد تک آپس میں اتحاد پایا جاتا ہے۔ انہیں ایک دوسرے سے بغض اور کینہ ہوتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے

حکومتوں کے جتھے

ہوتے ہیں۔ جاپان کی انگریزوں اور امریکہ سے سخت عداوت ہے۔ تو انگریزوں سے صلح ہے۔ اسی طرح ایک دوسرے کے مقابلہ میں حکومتوں کا جتھہ ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اپنے دشمن کا عناد روکنے اور اس کے ضرر سے بچنے کے لئے۔ تو

مختلف سلطنتوں کے جتھے

قائم ہیں۔ بعض کے قلبی تحریکات کا نتیجہ ہیں۔ اور بعض نے تحریری معاہدے کئے ہوئے ہیں۔ ہندوستان اگر آزادی کی جدوجہد کر رہا ہے۔ تو فرانس کو۔ روس کو۔ افغانستان کو۔ ایران کو اس سے ہمدردی ہے۔ اگر مصر آزادی کے لئے جدوجہد کر رہا ہے۔ تو ایران کو۔ ہندوستان کو اور افغانستان کو اس سے ہمدردی ہے۔ غرض تمام ممالک کا کوئی نہ کوئی ہمدرد موجود ہے۔ مگر

انبیا کی جماعتیں

جس کام کے لئے کھڑی ہوتی ہیں۔ اس میں وہ اکیلی ہوتی ہے۔ اور باقی ساری دنیا ان کی دشمن ہوتی ہے۔ باقی سب ان کے بیری ہوتے ہیں۔ اور سب ہی ان کی جان کے خواہاں ہوتے ہیں۔ جس طرح خدا تعالیٰ اکیلا ہے۔ اور وحدہٗ لاشریک ہے۔ اسی طرح اس کی کھڑی کی ہوئی جماعتیں بھی اکیلی ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا۔ کہ انہیں لوگوں کے سہارے ترقی دے۔ وہ دنیا کی ہر طاقت کو ان کے مقابلہ میں کھڑا کرتا ہے۔ ہر طرف سے ان کے لئے فتنے پیدا کرتا ہے۔ اور ساری دنیا کو ان کے خلاف کھڑا کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی طرف اپنے ایک شعر میں اشارہ فرمایا ہے جس سے کئی لوگوں نے بہت ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

> کربلائیست سیر ہر آنم ۔ صد حسین است در گریبانم

مطلب یہ کہ حضرت امام حسین کے مقابلہ میں تو ایک ہی یزید کھڑا ہوا تھا مگر میرے مقابلہ میں ساری دنیا کھڑی ہے۔ حضرت امام حسین یزید کے زہر کے ازالہ کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور صداقت کی تائید کرتے ہوئے مارے گئے۔ اس طرح

کربلا کا دردناک واقعہ

ختم ہو گیا۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں تو ہر منٹ کربلا میں سے گذرتا ہوں۔ جو گھڑی مجھ پر آتی ہے۔ اپنے ساتھ نئے فتنے لے کر آتی ہے۔ اور جو ساعت آتی ہے نئی مخالفت لے کر آتی ہے۔

صد حسین است در گریبانم

کیا میرے گریبان میں سو حسین بیٹھا ہے۔ کہ ایک کو مار کر جب مخالفین کی تسلی نہیں ہوتی۔ تو ایک نیا حملہ کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت نہ تھی۔

ہر مامور اور نبی

جو دنیا میں بھیجا جاتا ہے۔ اس کا یہی حال ہوتا ہے۔ کہ

> کربلائیست سیر ہر آنم ۔ صد حسین است در گریبانم

اور پھر یہی انبیاء کی جماعتوں کا شروع شروع میں حال ہوتا ہے۔

پس ہماری جماعت کے دوستوں کو اس امر پر یقین رکھنا چاہیئے کہ ہم نہ صرف کمزور ہیں۔ ہماری جماعت نہ صرف تعداد میں بہت قلیل ہے۔ مال کے لحاظ سے بہت غریب ہے۔ بلکہ ساری دنیا ہماری مخالف ہے۔ بہت سے لوگ غلطی سے خیال کر لیتے ہیں۔ کہ جب ہم

لوگوں کے خیر خواہ

ہیں۔ تو لوگ ہمارے بدخواہ کیونکر ہو سکتے ہیں۔ میں ایسے غلطی خوردہ لوگوں سے کہونگا۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ لوگوں کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ مگر دنیا اُن کی بھی دشمن تھی۔ بلکہ میں تو کہونگا۔ کہ خدا سے زیادہ لوگوں کے خیر خواہ نبی بھی نہیں ہوتے۔ مگر لوگ خدا کے بھی خلاف ہوتے ہیں۔ غرض تمہاری خیر خواہی کا یہ مطلب نہیں۔ کہ دنیا بھی تم سے

اپنی دشمنی چھوڑ دے۔ تم ایک طرف دنیا کی مخالفت کو مدنظر رکھو۔ اور دوسری طرف اپنے

کام کی اہمیت

کو دیکھو۔ پھر کامیابی کے لئے حقیقی جد وجہد کرو۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ بہت ہیں۔ جو اس مجلس مشاورت میں آتے ہیں۔ اہم امور کے متعلق مشورے دیتے ہیں۔ ان کی زبانیں قینچی کی طرح چلتی ہیں۔ ان کے الفاظ بارش کے قطروں کی طرح برستے ہیں۔ لیکن ان کی تقریریں ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتیں۔ وہ خود بھی اس وقت اظہار ہے ہوتے ہیں۔ اور جو کچھ کہتے ہیں۔ اس پر یقین رکھتے ہیں۔ مگر گھر جا کر سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ سارا سال ان پر

غفلت کی موت

طاری رہتی ہے۔ پھر جب مجلس مشاورت کا وقت آتا ہے۔ تو ان کے دل میں ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ ان کا خون جوش مارنے لگتا ہے۔ ان کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ مجلس کے نمائندے منتخب کئے جائیں۔ وہ نمائندے منتخب ہو کر مجلس میں آ بیٹھتے ہیں۔ پھر جو باتیں کرتے ہیں۔ ان سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ساری زندگی اور سارا جوش ان کے جسموں میں بھرا ہوا ہے۔ مگر پھر جب مجلس سے جاتے ہیں۔ تو ایسی موت جو حواس کو باطل کر دیتی ہے۔ ان پر طاری ہو جاتی ہے۔ ایسے لوگ نہ اپنی ذات کے لئے کار آمد اور مفید ہو سکتے ہیں۔ نہ اپنی جماعت کے لئے نہ اپنے دین کے لئے اور نہ اپنے ملک کے لئے

کار آمد اور مفید انسان

وہی ہوتا ہے۔ کہ جو بات کہتا ہے۔ اسے پورا کر کے دکھا دیتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کام وہی انسان کر سکتا ہے۔ جو اپنے مقصد اور مدعا کو حاصل کرنے کے لئے رات کی تاریکیوں میں بے چین رہتا ہے۔ اور دن کی مجلسوں میں بے تاب ہوتا ہے جس شخص پر یہ حالت طاری نہیں ہوتی۔ جو اپنے وعدے۔ اپنے اقرار۔ اپنے فیصلہ اور اپنے مشورہ پر اس رنگ میں توجہ نہیں کرتا۔ وہ ایک ایسا بوجھ ہے۔ جو دوسروں کو بھی نیچے دبائے رکھتا ہے۔ نہ کہ ایسا ہاتھ ہے جو قوم کی مدد کرتا ہے۔

پس ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اپنی ذمہ داریوں کو دیکھتے ہوئے اپنے نفوس اور اپنے خاندان کی ذمہ داریوں کو دیکھتے ہوئے اپنی انسانیت اور شرافت کی ذمہ داریوں کو دیکھتے ہوئے ان امور کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ جن کے متعلق مجلس مشاورت میں ان سے مشورہ لیا گیا۔ اور اس

مقصد وحید

کے لئے زیادہ کوشش کریں۔ جس کے لئے خدا تعالیٰ نے انہیں کھڑا کیا ہے۔ جن باتوں کے متعلق مشورہ لیا گیا ہے۔ وہ ایسے ہی امور ہیں جو اس

مقصد کے حصول کیلئے

بطور اسباب اور ذرائع کے ہیں۔ اور بغیر اسباب اور ذرائع کے کسی کام میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ دیکھو بجٹ میں بڑی بڑی رقوم درج کر دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ رقوم اپنی اصل شکل نہ اختیار کر لیں۔ پھر وہ بھی فائدہ نہیں دے سکتیں۔ جب تک انہیں اس محل پر خرچ نہ کیا جائے۔ جس سے کامیابی وابستہ ہے۔ دنیا میں

بے شمار لوگ

ایسے ہیں۔ کہ ان میں سے اکیلے اکیلے کے پاس ہماری ساری جماعت سے بڑھ کر دولت ہے۔ مگر وہ کچھ نہیں کرتے۔ آج مر جاتے ہیں۔ تو دوسرے دن کوئی ان کا نام لینے والا بھی نہیں ہوتا۔ پس خالی بجٹ کام نہیں آ سکتا نہ روپیہ جمع کر لینا کوئی فائدہ دے سکتا ہے۔ بلکہ صحیح طور پر اس روپیہ کو خرچ کرنا اپنے ارادوں کو اپنی زبان کے اقراروں سے ملا دینا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ

خدا تعالیٰ کے آگے گرنا

اور اس سے مدد چاہنا کامیاب بنا سکتا ہے۔

پس چاہیئے۔ کہ ہماری جماعت کے لوگ۔ پورے اخلاص اور جوش کے ساتھ اس بجٹ کو پورا کرنے کی کوشش کریں جسے ان کے نمائندوں نے مجلس مشاورت میں تسلیم کیا۔ اور دوسرے امور کو بھی پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جن کے متعلق مشورہ کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی

خدا تعالیٰ سے دعاء

کرنی چاہیئے۔ کہ وہ ہماری مدد کرے۔ ہماری غلطیوں کی پردہ پوشی کرے۔ اور ہم پر اپنے فضل نازل کرے۔

ضلع راولپنڈی کی احمدی جماعتوں کی توجہ کیلئے

بذریعہ اعلان ہذا میں ضلع راولپنڈی کے تمام احمدی احباب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں۔ کہ چونکہ ۲- جون کا مبارک دن جس میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مبارک تحریک کے ماتحت ہر جگہ جلسے ہونگے۔ بالکل قریب آ رہا ہے۔ اور مرکز کی طرف سے مطالبہ ہے۔ کہ اس ضلع میں کم از کم تیس جلسے منعقد کرائے جائیں۔ اس لئے اس ضلع کی تمام جماعتیں براہ مہربانی اپنے ہاں ایسے مسلم اور غیر مسلم لیکچرار تیار کریں۔ جو مقررہ عنوان پر تقریر کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ اور ہر جماعت جلد از جلد اپنے پتہ سے مجھے آگاہ کرے۔ تاکہ مطبوعہ خادم۔ ضروری ہدایات اور نوٹ ارسال کئے جائیں۔ اور خط وکتابت کرنے میں بھی آسانی پیدا ہو۔ میں انشاء اللہ العزیز جلد ہی اس سلسلہ میں ایک دورہ کرنے کا بھی ارادہ رکھتا ہوں۔ بہر حال دوستوں کو جلسہ مذکور کے لئے پوری مستعدی اور سرگرمی سے ابھی سے تیاری میں لگ جانا چاہیئے۔

کوہ مری کی جماعت خاص طور پر مخاطب ہے۔ جہاں جہاں وہ جلسوں کا انتظام کر سکے۔ مجھے اطلاع دے۔

عاجز ملک عزیز احمد عفا اللہ عنہ
سکرٹری ترقی اسلام راولپنڈی

مولوی ثناء اللہ صاحب کا "اعترافِ جہالت"

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ان اشخاص میں سے ہیں جو سطحی معلومات کے باوجود بلند آہنگی سے ڈینگ مارنے کے عادی ہوتے ہیں موصوف "بہائیات" میں ہنوز طفلِ مکتب ہیں۔ مگر دعوے کرنے میں اس کے موجد اول سے بھی آگے۔ آپ نے "اہلحدیث" مورخہ ۱۵- فروری ۱۹۲۹ء میں ایک مقالہ افتتاحیہ لکھتے ہوئے احمدیت کا ماخذ بہائیت کو قرار دے کر جماعت احمدیہ کو اس بارے میں دعوت مباحثہ دی تھی۔ جسے منظور کرتے ہوئے ہم نے "الفضل" مورخہ ۵- مارچ ۱۹۲۹ء میں مولوی صاحب کے متعلق لکھا تھا:-

"انہیں یقین رکھنا چاہیئے۔ جس طرح وہ بہاء اللہ کی نبوت کے بارہ میں منہ کی کھا چکے ہیں۔ اس سے کہیں زیادہ ندامت کے ساتھ انہیں اس "تحقیق" کے میدان سے پس پا ہونا پڑے گا۔ مولوی صاحب نے اس مضمون میں بھی "قائم سے مراد ذات بہاء اللہ ہے" لکھ کر اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔ کسی بہائی سے دریافت کر لیں قائم سے مراد بہاء اللہ ہوتا ہے یا علی محمد باب۔ اس واقفیت پر اتنی بلند آہنگی؟"

ان سطور میں مولوی صاحب کی جس متاع کس مخر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس کا مختصر تذکرہ تو "الفضل" کے محولہ بالا پرچہ میں موجود ہے۔ ہاں عبارت فوق میں مولوی صاحب مذکور کی جس "جہالت" کا ذکر کیا گیا ہے۔ مقام خوشی ہے۔ کہ آپ نے "دبی زبان" سے اس کا اعتراف کر لیا ہے۔ "الفضل" کی منظوری چیلنج پر تو آپ خاموش ہیں۔ ہاں ایک نیم مگر ہوشیار بہائی کے قلم سے مندرجہ ذیل الفاظ شائع کئے ہیں:-

"صہ ۳ کا حاشیہ نمبر ا یعنی "قائم سے مراد ذات بہاء اللہ ہے"۔ صحیح نہیں۔ ایقان کی جس عبارت پر حاشیہ مذکور لکھا گیا ہے۔ وہاں قائم سے مراد بہاء اللہ کی ذات نہیں۔ بلکہ اس سے مراد جناب علی محمد باب ہیں۔ جن کو اہل بہاء قائم آل محمد اور امام مہدی وغیرہ مانتے ہیں"۔ (اہلحدیث ۸- مارچ ۱۹۲۹ء)

ناظرین کرام! آپ ہمارا بیان دیکھیں۔ اور پھر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے شائع کردہ الفاظ پر غور فرمائیں۔ تو آپ کو بے ساختہ کہنا پڑے گا:- ع

ہر چہ دانا کند کند ناداں - لیک بعد از ہزار رسوائی

خاکسار اللہ دتا جالندھری - قادیان

دہلی کے سیاسی جلسوں کی کیفیت

ایک احمدی مبصر کے نقطۂ نگاہ سے

شمولیت مشاورت کیوں نہ ہو سکی

ناظرین نے اخبار میں ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ کہ عاجز راقم کو بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ آل انڈیا مسلم لیگ اور آل پارٹیز کانفرنس کے جلسوں میں شمولیت کے واسطے مارچ کے آخری ہفتہ میں قادیان سے دہلی آنا پڑا۔ اس واسطے جلسہ مشاورت کی برکات سے محروم رہا۔ لیگ اور کانفرنس کے بعد بھی بعض دیگر خدمات سلسلہ کے واسطے چند روز اور دہلی میں رہنا پڑا۔ اور اس وقت یہ مضمون دہلی سے ہی لکھ رہا ہوں۔ مجھے اس خیال سے تکلیف ہے کہ میں احباب کرام سے نہ جلسہ میں ملاقات کر سکا۔ اور نہ مجلس مشاورت پر۔ اور سال بھر میں یہی دو موقعے احباب سے ملنے کے واسطے ہوتے ہیں۔ لیکن جو تکلیف انسان کو اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے میں پہنچتی ہے۔ وہ بالآخر موجب راحت اور لذت ہو جاتی ہے۔ اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے ایسی ہی امید ہے ؏

لیگ میں اختلاف

اس مضمون کی غرض یہ ہے۔ کہ دہلی میں لیگ کے جلسے کے کچھ حالات ہدیہ ناظرین کئے جائیں۔ سب سے اول یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ احباب اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں۔ کہ سال ۱۹۲۷ء کے آخر میں سائمن کمیشن کے آنے کے سبب لیگ کے ممبروں میں اس امر پر اختلاف ہو گیا۔ کہ سائمن کمیشن کے ساتھ اتفاق کیا جائے یا اس کو بائیکاٹ کیا جائے۔ ایک پارٹی جس کے لیڈر سر محمد شفیع تھے۔ اور جس میں پنجاب کے اکثر معززین تھے۔ تعاون کو پسند کرتی تھی۔ لیکن لیگ کے مستقل پریزیڈنٹ مسٹر جناح عدم تعاون کی رائے رکھتے تھے۔ اس اختلاف کے ساتھ کچھ اور چھوٹے موٹے اختلافات مل کر لیگ کے دو حصے ہو گئے۔ ۱۹۲۷ء کے آخر کا جلسہ ایک فریق نے لاہور میں بصدارت سر محمد شفیع کیا۔ اور دوسرے فریق نے جو اب جناح کی لیگ کے نام سے مشہور ہوئی۔ اپنا جلسہ کلکتہ میں کیا۔ اس اختلاف میں جناح لیگ کے اندر زیادہ تر ایسے ممبر رہ گئے۔ جو نہرو رپورٹ کے حامی ہوئے۔ جب سے یہ اختلاف ہوا۔ بعض بزرگوں کی یہ کوشش رہی کہ ہر دو فریق پھر متحد ہو جائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی سر اقبال اور مسٹر جناح کو اتحاد کی طرف مائل کرنے کے واسطے خط لکھے۔ جن کا ذکر ہر دو اصحاب نے بعض مجالس میں کیا۔ اور ہر دو اصحاب مصالحت کی طرف مائل ہوئے۔ مارچ ۱۹۲۹ء کے ابتداء میں سر محمد شفیع اور مسٹر جناح کی ملاقات دہلی میں ہوئی۔ اس وقت عاجز بھی یہاں آیا ہوا تھا۔ ہر دو اصحاب نے تبادلہ خیالات کے بعد باہمی اتحاد کا ارادہ کیا۔ اور اس کے واسطے اخیر مارچ کا جلسہ قرار پایا۔ چنانچہ اس جلسے کے واسطے دعوتی خطوط حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی خدمت میں بھی بھیجے گئے۔ کہ حضور بھی تشریف لے آئیں۔ اور مسلمانوں کے درمیان باہمی مصالحت کے لئے سعی فرمائیں۔ حضور خود تو بسبب مجلس مشاورت تشریف نہ لا سکتے تھے۔ اس واسطے حضور کی طرف سے بھی عاجز یہاں پہنچا۔ اور بہار سے حکیم خلیل احمد صاحب احمدی اس غرض کے واسطے دہلی تشریف لائے۔ مصالحت کے واسطے ہر طرح سے سعی کی گئی۔ مگر افسوس ہے کہ سر شفیع بسبب علالت تشریف لا نہ سکے۔ اور ان کے رفقاء جو آئے۔ وہ لیت ولعل میں رہے۔ کہ جناح لیگ کے نہروانی ممبران کی ہتک نہ کریں۔ مسٹر جناح نے ہر طرح کوشش کی۔ کہ شفیع لیگ کے تمام اصحاب کو لیگ میں شامل کر لیا جائے۔ مگر ان کی لیگ کے نہروانی ممبروں نے سخت مخالفت کی۔ اور مسٹر جناح کی کسی اپیل کو قبول نہ کیا۔ اور دونوں فریق یکجا نہ ہو سکے۔ لیگ میں ہندوستان کے آئندہ نظام کے متعلق تین مسودے پیش ہوئے۔ ایک مسودہ مسٹر جناح کا طیار کیا ہوا تھا۔ جس میں نہرو رپورٹ کو بالکل رد کیا گیا۔ دوسرا مسودہ غازی عبدالرحمٰن کا تھا۔ جس میں بعض ترمیمات کے ساتھ نہرو رپورٹ کو منظور کیا گیا۔ تیسرا بھی اسی قسم کا شیروانی صاحب کی طرف سے تھا۔ پہلا مسودہ راجہ غضنفر علی صاحب نے پیش کیا۔ اور عاجز نے اس کی تائید کی۔ دوسرا غازی عبدالرحمان صاحب نے پیش کیا۔ تیسرا شیروانی صاحب نے پیش کیا مگر واپس لے لیا۔ اس واسطے پہلے ہر دو کو سبجکٹ کمیٹی میں پاس کیا گیا۔ کہ لیگ کے کھلے اجلاس میں پیش ہوں۔ لیکن کھلے اجلاس میں ابھی صدر جلسہ مسٹر جناح تشریف نہ لائے تھے۔ کہ بعض اصحاب نے ڈاکٹر عالم صاحب کو صدر بنانے کی تجویز کی۔ ایک اور صاحب نے تائید کی۔ ڈاکٹر صاحب کرسی پر بیٹھ گئے۔ مگر حاضرین پبلک کی طرف سے سخت شور برپا ہوا کہ چلے جاؤ۔ تم صدارت کے لائق نہیں۔ تم ہندوؤں کے غلام ہو۔ بعض لوگ ڈنڈے لے کر ڈاکٹر عالم صاحب کو مار کر کرسی سے گرانے دوڑے۔ مگر پولیس درمیان میں پہنچ گئی۔ اتنے میں مسٹر جناح بھی آ گئے۔ اور انہوں نے یہ شور اور فساد کا خطرہ دیکھ کر جلسہ بند کر دیا۔ کوئی ریزولیوشن باقاعدہ پاس نہ ہوا۔ اور لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ اس کے بعد نہ لیگ کا کوئی جلسہ ہوا۔ اور نہ لیگ کی کونسل کا کوئی جلسہ ہوا ؏

مسلم کانفرنس

آل انڈیا مسلم کانفرنس کے چند ایک جلسے ہوئے جن میں یکم جنوری کے پاس شدہ ریزولیوشن کی مطابقت میں عملی کام شروع کرنے کی بہت سی تجاویز کی گئیں۔ اور چندہ کیا گیا۔ اور آئندہ کام چلانے کے واسطے ایک سب کمیٹی بنائی گئی۔ جس کا ممبر عاجز کو اور حکیم خلیل احمد صاحب بہاری اور حکیم ابو طاہر محمود احمد صاحب کلکتہ کو بھی بنایا گیا ؏

امن کہاں ہے؟

لیگ کے جلسہ میں عموماً اس قدر گڑبڑی اور بے قاعدگی اور صدر جلسہ سے اختلاف اور اس کی باتوں کا انکار نظر آیا۔ اور اتحاد پیدا نہ ہو سکنے سے اس قدر بدمزگی ہوتی رہی۔ کہ بار بار مجھے خیال آتا۔ اگر یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان لیتے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے انتظام کے اندر آ جاتے۔ تو کس قدر مصائب اور جھگڑوں سے پاک ہو جاتے اور ان کی زندگیاں سلامتی اور امن کی راہ پر گامزن ہو جاتیں ؏

سر جان سائمن

انہی ایام میں شرفائے دہلی کی طرف سے سر جان سائمن اور اس کے ساتھیوں کو تالکٹورہ باغ میں ایک گارڈن پارٹی دی گئی۔ جس میں عاجز اور بعض دیگر احمدی برادران بھی مدعو تھے۔ سر جان سائمن نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا۔ ہیلو۔ ڈاکٹر صادق آپ کا مزاج کیسا ہے۔ پھر فرمایا۔ میں قادیان جانے کا بہت خواہشمند تھا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ وقت نہ ملا۔ اس کا بہت افسوس رہا۔ میں نے اپنا رسالہ نذر دیا جس کا شکریہ ادا کیا۔ اور جب پارٹی کا فوٹو لیا گیا۔ تو وہ رسالہ سر جان سائمن کے ہاتھ میں تھا۔ یہ فوٹو بعض اخبارات میں چھپ گیا ہے ؏

وائسرائے سے ملاقات

اسمبلی کے ڈپٹی پریزیڈنٹ مولوی محمد یعقوب صاحب نے انہی ایام میں وائسرائے کی دعوت کی۔ اور اس میں عاجز راقم کو بھی مدعو کیا۔ جب مولوی صاحب مجھے وائسرائے سے انٹروڈیوس کرانے لگے۔ تو وائسرائے بہادر نے ہاتھ ملاتے ہوئے فرمایا۔ میں انہیں جانتا ہوں۔ اور سلسلہ احمدیہ سے واقف ہوں۔ اس دعوت میں بھی کئی ایک فوٹو لئے گئے۔ نیز بہت سے ہندوستانی اور انگریز معززین سے ملاقات کا موقعہ حاصل ہوا۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی مزاج پرسی کرتے رہے۔ اور کئی ایک نے بڑے شوق سے یہ بھی دریافت کیا کہ کیا حضرت صاحب ان گرمیوں میں شملہ تشریف لے جائیں گے۔ اور حضرت صاحب سے اشتیاق ملاقات ظاہر کیا ؏

خادم محمد صادق از دہلی ۔ ۔ ۔

تاجر صاحبان کیلئے خاص رعایت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے گذشتہ سالانہ جلسے کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے جماعت کی ترقی کے متعلق جو امور بیان کئے تھے۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ضروریات زندگی کی خرید و فروخت میں آپس میں تعاون کیا جائے احمدی دوکاندار دوسرے مقامات کے احمدیوں سے مال منگائیں اور انہیں فروخت کریں اس بارے میں سہولت پیدا کرنے کے لئے ہم اعلان کرتے ہیں۔ کہ جو احمدی بھائی دوسرے مقامات کے احمدیوں کو کسی قسم کا تجارتی مال بھیج سکتے ہوں وہ اس قسم کا اعلان الفضل میں مفت کرا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ الفضل کے خریدار ہوں۔ اور اگر پہلے خریدار نہ ہوں تو اب کم از کم ایک سال کے لئے خریدار بن جائیں۔ اور اپنا اعلان مختصر الفاظ میں برائے اشاعت بھیجدیں جو اشتہارات کے کالم میں ایک بار مفت شائع کر دیا جائیگا۔ یہ بات خاص طور پر مدنظر رہے کہ اعلان نہایت مختصر الفاظ میں ہو۔ تاکہ جلدی اور عمدگی سے شائع کیا جا سکے ؏

مسٹر جسٹس کنور دلیپ سنگھ صاحب جج ہائیکورٹ لاہور کا

عجیب و غریب فیصلہ

مرتدہ کے فسخ نکاح کے متعلق

اخبار الفضل مورخہ ۵ مارچ ۱۹۲۹ء میں ایک نہایت اہم مضمون زیر عنوان "مرتدہ کا نکاح فسخ نہیں ہوتا" منجانب مفتی سلسلہ احمدیہ شائع ہوا ہے۔ شریعت اسلام کا یہ بھی ایک مسئلہ اصل ہے۔ کہ مسلمان مرد غیر مسلمہ اہل کتاب عورت سے جائز طور پر نکاح کر سکتا ہے اور ابتداء اسلام سے ہر ایک زمانہ میں اس اصول پر کم و بیش عملدرآمد بھی ہوتا رہا ہے۔ اور اب بھی ہوتا ہے۔ اس لئے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اگر منکوحہ مسلمہ عیسائی یا یہودی ہو جائے۔ تو پھر کیوں اسکا نکاح فسخ ہو جائے۔ لیکن سرکار برطانیہ کی عملداری میں ہندوستانی عدالتوں میں آج تک یہ غلط طریق رائج ہے۔ کہ مرتدہ کا نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ روزمرہ عدالتوں میں اسی غلط بات کی بناء پر فیصلے ہوتے رہتے ہیں۔ جن کو مسلمان جہاں اور بحث سے اسلامی احکام کی پابندی نہیں کرتے۔ وہاں وہ اس غلط طریق سے بھی لاپرواہی ظاہر کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس سے اسلام کو سخت نقصان پہونچ رہا ہے۔ اور آئندہ اس سے سخت نقصانات پہونچنے کا قوی احتمال ہے۔ جو مسلمان عورتیں اپنے خاوندوں سے کسی وجہ سے طلاق حاصل کرنے کی متمنی ہوتی ہیں۔ اور ان کے خاوند انہیں طلاق نہیں دیتے۔ وہ جب عدالتوں کے ذریعہ بعوض وجوہات سے خلع حاصل نہیں کر سکتیں۔ تو صرف انفساخ نکاح کی خاطر اسلام سے مرتد ہو جاتی ہیں۔ اور موجودہ صورت میں قانونی لحاظ سے محض ارتداد اختیار کر لینے کے ساتھ ہی فوراً ان کے نکاح خود بخود فسخ تصور کئے جاتے ہیں۔ اس وقت مسلمان خاوند اپنا سا منہ لے کر رہ جاتے ہیں۔ بے بس اور بے چارہ ہو جاتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ اس کے بالمقابل اگر کوئی شادی شدہ ہندو عورت مسلمان یا عیسائی ہو جائے۔ تو اس کا بیاہ بدستور قائم رہتا ہے اور قانونی لحاظ سے کسی مسلمان یا عیسائی مرد کو ایسی عورت کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی مسلمان یا عیسائی ایسی عورت سے شادی کرے۔ تو وہ جرم زیر دفعہ ۴۹۴ تعزیرات ہند کا مرتکب سمجھا جاتا ہے۔ اور سزایاب ہوتا ہے۔ بلکہ ایسی عورت بھی اس جرم کے ماتحت سزایاب ہو جاتی ہے ؛

اس سے ظاہر ہے۔ کہ دونوں صورتوں میں مسلمان نقصان میں ہیں۔ اور یہ نقصان مدت سے ہو رہا ہے — شدھی و سنگھٹن کی تحریکوں کو اس سے بہت امداد مل رہی ہے۔ جب میں ایسے واقعات کو بحیثیت وکیل دیکھتا ہوں۔ تو مجھے بہت درد اور دکھ محسوس ہوتا ہے مگر کچھ کیا نہیں جا سکتا۔ میں یہ تجربہ کی بناء پر کہہ رہا ہوں۔ کہ بہت سی مسلمان عورتیں محض طلاق حاصل کرنے کی غرض سے مرتد ہو جاتی ہیں اور یہ مرض دن بدن بڑھ رہا ہے ؛

حال ہی میں مسٹر جسٹس کنور دلیپ سنگھ صاحب جج ہائیکورٹ لاہور کا فیصلہ آل انڈیا رپورٹر صفحہ ۹۵۴ بابت دسمبر ۱۹۲۸ء میں شائع ہوا ہے۔ جس میں یہ قرار دیا گیا ہے :-

"مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بات عدالت کے اختیار کے اندر نہیں ہے۔ کہ وہ تبدیل مذہب کی اصلیت درحقیقت، یا اس کے برعکس کے بارے میں تحقیقات کرے۔ جبکہ مدعا علیہ (عورت) نے اسلام کے بارے میں اپنا ایمان رسمی طور پر ترک کر دیا ہے۔ اور بپتسمہ کی رسم ادا کر لی ہے۔ جو کہ قبول عیسائیت کے لئے رسمی نشان ہے۔ تو نکاح حسب قانون (شریعت اسلام۔ مترجم) فسخ شدہ قرار دیا جانا چاہئے۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے۔ یہ بات غیر اہم ہے۔ کہ آیا اس (عورت) کا محرک جذبہ اصلاً اور حقیقتہً تبدیل مذہب کا ہے۔ یا صرف فسخ نکاح کے لئے منصوبہ ہے"

مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ کے اس فیصلہ سے صاف عیاں ہے کہ اگر مرتدہ صرف رسمی طور پر اپنا تبدیل مذہب ثابت کر دے۔ تو پھر اس کا خاوند کسی صورت میں بھی اس کے تبدیل مذہب کو فرضی ثابت نہیں کر سکتا۔ خواہ اس عورت نے صرف فسخ نکاح کے لئے بطور منصوبہ فرضی طور پر اپنا مذہب تبدیل کیا ہو۔ برعکس اس کے پنجاب ہائی کورٹ لاہور کے دو ججان کا یہ فیصلہ موجود ہے۔ جس میں قرار دیا گیا تھا:-

"شریعت اسلام میں فریقین نکاح شرعی میں سے کسی ایک فریق کے اسلام سے مرتد ہو جانے کی صورت میں نکاح خود بخود ہی فسخ ہو جاتا ہے۔ .... اگر ارتداد حقیقتہً مکمل شدہ واقعہ ہو۔ اور وہ فرضی ثابت نہ ہو۔ تو عدالت محض اس بناء پر اس پر عمل درآمد کرانے سے انکار نہیں کر سکتی۔ کہ اس کی تہ میں مناسب جذبہ محرک نہیں تھا" (ملاحظہ ہو ۱۲۳ پنجاب ویکلی رپورٹ ۱۹۱۵ء)

ڈویژن بنچ ہائیکورٹ لاہور کے اس فیصلہ سے بخوبی واضح ہے کہ اگر خاوند ثابت کر دے۔ کہ اس کی عورت حقیقتہً مرتد نہیں ہوئی۔ صرف رسمی طور پر اور فرضی طور پر فسخ نکاح کی خاطر منصوبہ کے طور پر مرتد ہوئی ہے تو اس کا نکاح بدستور قائم رہے گا۔ گویا اگر مرتدہ صرف رسمی طور پر اپنا تبدیل مذہب ثابت کر دے۔ تو اس کے خاوند کو اس کی تبدیلی مذہب کو فرضی ثابت کرنے کا حق حاصل تھا۔ جس سے اب مسٹر جسٹس کنور دلیپ سنگھ صاحب بہادر نے محروم کر دیا ہے ؛

کنور صاحب بہادر کا یہ فیصلہ نہ صرف پنجاب ہائی کورٹ لاہور کے جملہ سابقہ فیصلوں کے خلاف ہے۔ بلکہ جملہ ہائیکورٹوں کے فیصلوں کے بھی خلاف ہے۔ اس لئے یہ فیصلہ نیا اور نادر اور عجیب و غریب فیصلہ ہے۔ جس سے مسلمانوں کو سخت سے سخت نقصانات پہنچنے کا قوی احتمال ہے۔ اور ہندو مذہب اور عیسائی مذہب کو یقینی طور پر تقویت حاصل ہو گی۔ اس لئے اہل اسلام کا فرض ہے۔ کہ وہ جلد سے جلد اس فیصلہ کو منسوخ کرائیں۔ اور اس کی بجائے شریعت اسلام کا یہ اصول منوائیں۔ کہ مرتد ہو جانے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ جناب میاں فضل حسین بیرسٹر نے ۱۹۱۵ء والے مقدمہ میں اسی نقطۂ نگاہ کو سامنے رکھتے ہوئے ججان ہائیکورٹ کے روبرو نہایت قابلیت سے بحث بھی کی تھی۔ اور انھیں تسلیم کرنا پڑا تھا۔ کہ اگرچہ فقہائے اسلام میں اس مسئلہ پر اختلاف رہا ہے۔ مگر وہ سابقہ جوڈیشل فیصلہ جات کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ لیکن اب تو کنور صاحب نے جملہ سابقہ جوڈیشل فیصلہ جات پر پانی پھیر دیا ہے ؛

عاجز غلام احمد خاں۔ ایڈووکیٹ لاہور ہائی کورٹ مقیم پاکپٹن۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں

ایک ہندو کا اخلاص نامہ

ایک شریف ہندو صاحب نے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست دعا کرتے ہوئے حسب ذیل خط ارسال کیا ہے:-

ملجا و ماویٰ بیکساں تکیہ گاہ عاجزاں سیدنا و امامنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی۔ میں ایک ہندو ہوں۔ مگر احسان شناس اور ان لوگوں میں سے جو حضرت سرور کائنات کی عنایات سے متاثر ہو کر ان کی بے حد توقیر کرتے ہیں۔ میں ان کی قربانیوں (جو انہیں صداقت اور راستی کا دین بے دین عربوں میں پھیلاتے ہوئے کرنی پڑیں) کا جب وقت اندازہ کرتا ہوں۔ انگشت بدندان و حیران رہ جاتا ہوں ؛

واقعی اس برگزیدہ ہستی کی جس قدر عزت کی جائے۔ کم ہے۔ مجھے ان لوگوں سے سخت نفرت ہے۔ جو حضرت سرور عالم کی پاکیزہ زندگی سے سبق حاصل کرنے کی بجائے کئی قسم کی فتنہ انگیزیاں کرتے ہیں۔ ساتھ ہی میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات کا اعتراف بھی کرتا ہوں ؛

مجھے اکثر اوقات حضور کی تقاریر و خطبات پڑھنے کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ میں ان خیالات کو الفاظ کی بندش میں نہیں لا سکتا۔ جو میرے دل میں حضور کے متعلق موجزن ہیں۔ آپ کی زبان پاک سے نکلے ہوئے الفاظ و تقاریر اثر کئے بغیر ہرگز نہیں رہ سکتیں۔ یہ کیا ہیں۔ انکے متعلق میں تو یہی کہونگا۔ کہ ایک روحانی دریا ہے۔ جو بڑے زور شور سے ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ اگر کوئی روحانیت حاصل کرنا چاہے۔ تو اس میں غوطے لگائے۔ مجھے دعاؤں کے قبول ہونے اور خدا تعالیٰ کی درگاہ میں کسی برگزیدہ ہستی کے طفیل کسی مدعا کے حصول کے لئے خاص اعتقاد ہے۔ میں جس اخلاص و اعتقاد سے عریضہ ہذا لکھ رہا ہوں۔ اس کی شہادت میری پُرنم آنکھیں دے رہی ہیں۔ خاص توجہ کا مستحق ہوں۔ درد رسیدہ۔ اور درد دل رکھتا ہوں۔ میرے حال پر شفقت فرماتے ہوئے میرے حق میں خاص دعائے خیر فرمائی جائے۔ میری دلی آرزو پوری ہو۔ خدا تعالیٰ نیکی کی طاقت دے۔ آخری بار پُر زور التجا کرتا ہوں۔ کہ میرے حق میں خاص طور پر دعا فرمائیں۔ ع شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا ؛

رپورٹ نظارت بیت المال

بیت المال کی آمد کے باعث مالی سال کی آخری سہ ماہی کے شروع ہوتے ہی توجہ دلا رہا ہے۔ چنانچہ مارچ کے شروع میں تمام جماعتوں کو ان کی آمد چندہ عام۔ چندہ خاص اور جلسہ سالانہ کا ایک نقشہ اور ان کے بجٹ کے مطابق جو کمی تھی۔ اس کی بابت لکھا گیا تھا۔ اور بقایا چندوں کے ادا کرنے کے لئے تاکید کی گئی تھی۔ پھر مارچ کے آخری عشرہ میں ایک سرکلر چٹھی بھی اس کی یاد دہانی میں ارسال کی گئی تھی۔

جماعتوں کے آمدہ خطوط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے بقایا چندوں کے ادا کرنے کی فکر میں ہیں۔ اور بعض احباب نے اپنے بقایا کے نہ ہونے کی صورت میں زائد چندہ کے ادا کرنے کی بھی اطلاع فرمائی ہے۔ بیت المال نے بعض خاص خاص اصحاب کو بھی کمی آمد کے متعلق لکھا تھا۔ اسی سلسلہ میں جناب ملک صاحب خان صاحب نون کی معرفت ان کی بیگم صاحبہ کو بھی لکھا گیا تھا۔ انہوں نے سلسلہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا گلوبند عطا فرمایا۔ جسے انہوں نے ۳۰۷ روپے کو خریدا تھا۔ یہ گلوبند دفتر محاسب میں ایام مجلس مشاورت میں داخل ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ بیگم صاحبہ کی اس قربانی کو قبول فرمائے۔ اور جزائے خیر عطا فرمائے:۔

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا
چناں خوش دار او را اے خدائے قادر مطلق
کہ در ہر کار و بار و حال او جنت شود پیدا

علاقہ سرگودھا میں پچھلی فصل کم ہوئی ہے۔ جن اضلاع کا سرکاری لگان بوجہ کمی فصل معاف کیا گیا تھا۔ ان میں یہ ضلع بھی ہے۔ مگر باوجود اپنی ذاتی تکالیف اور مشکلات کے اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے قرض لے کر بھی چندے ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ چک نمبر ۳۳ جنوبی علاقہ سرگودھا کے پریذیڈنٹ چوہدری علی بخش صاحب کی نسبت حکیم فیروز الدین صاحب محصل اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ان کے ذمہ بقایا تھا۔ جب اس کا مطالبہ کیا گیا۔ تو انہوں نے اپنا بقایا چندہ ہی قرض لے کر ادا نہ کیا۔ بلکہ بقایا سے تیس روپیہ زائد ادا کر دیا۔

ز بذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

محمد یٰسین خاں صاحب ٹھیکہ دار ڈیرہ دون سے لکھتے ہیں:۔ میں نے اپنا چندہ تو کبھی بقایا نہیں رکھا۔ بروقت ادا کرتا ہوں لیکن مرکزی تکلیف میں شامل ہوں۔ میں دس روپیہ چندہ جلسہ سالانہ اور دس روپیہ چندہ عام زائد ارسال کرتا ہوں۔ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے۔ کہ جب تک میں چندہ عام باقاعدہ نہیں ادا کرتا تھا۔ اس وقت تک میں بہت تکلیف میں رہا۔ اب جب سے باقاعدہ چندہ عام کی ادائگی شروع کی ہے۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ بہت اچھی حالت میں ہوں۔

چونکہ یہ مالی سال کا آخری مہینہ ہے۔ اور ۳۰ - اپریل ۱۹۲۹ء تک تمام مدات کے چندوں کے بجٹ پورے ہونے ضروری ہیں۔ خصوصاً چندہ عام اور صیغہ صدقات و ذطائف کے بجٹوں میں کمی ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ تمام جماعتیں اپنی کمی کو ٹھیک ۳۰ - اپریل ۱۹۲۹ء تک پورا کرنے کا ابھی سے تہیہ کریں۔

میں ذیل میں اُن جماعتوں کے صرف نام درج کرتا ہوں۔ جنہوں نے چندہ عام ۳۱ - مارچ ۱۹۲۹ء تک اپنے بجٹ کے برابر ارسال کیا ہے۔ اگر اس میں کچھ کمی رہی ہے۔ تو اس کو نظر انداز کیا ہے۔ نیز انہوں نے چندہ عام کے علاوہ چندہ خاص و جلسہ سالانہ بھی پورا ارسال کیا ہے۔ پس جن جماعتوں کے ان ہر سہ مدات کے چندے پورے یا کسی قدر کمی کے ساتھ ہیں۔ ان کی فہرست دیجاتی ہے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ جو کمی ان کے بجٹ میں ہے۔ اور بارھویں مہینہ کے چندہ عام کی رقم وہ ماہ اپریل ۲۹ء میں ہی بروقت ارسال کر دیں گے۔ تا آخیر سال کی رپورٹ میں بھی ان کے ذمہ کوئی رقم نہ رہے۔

ضلع گورداسپور - قادیان دارالامان۔ وڈالہ بانگر۔ دنجواں۔ علی وال جٹاں۔ دھرم کوٹ رندھاوا۔ بھیرو چیچی۔ گورداسپور۔ اوجلہ۔ قلعہ لال سنگھ۔ کلانور۔ کھارا۔ برج درکس۔

ضلع سیالکوٹ - سیالکوٹ شہر۔ چھاؤنی۔ خانیوال سیانوالی۔ چانگریاں۔ داعی والا رعیہ۔

ضلع امرتسر - امرتسر شہر۔ ٹریچی۔

ضلع لاہور - بھاٹی دروازہ۔ پٹی۔ نواں پنڈ بلیداماں۔

ضلع شیخوپورہ - شاہدرہ۔ کرم پورہ۔ شاہ مسکین۔

ضلع گوجرانوالہ - گوجرانوالہ شہر۔ فیروزوالہ۔ دولو دالی۔ تزگڑی۔ وزیرآباد۔ پیرکوٹ۔ پریم کوٹ۔

ضلع لائل پور - گوجرہ۔ بستی دریام کملانہ۔ **ضلع شاہ پور** - چک نمبر ۳۵ - سرگودہا۔ میانوالی۔ ٹرہ رانجھا۔ گھوگھیاٹ۔ خوشاب۔ چک نمبر ۳۳ - جنوبی۔

ضلع گوجرات - شیخ پور۔ فتح پور۔ مسوکی رسدوکی۔ کریانوالہ۔ لالہ موسیٰ۔ تتال۔ گھیٹر۔ کھوکھر۔ لسو والی۔ ڈنگہ۔ ہیلاں۔ مونگ۔ سعداللہ پور۔

جہلم۔ رہتاس۔ کوہ مری۔ ایبٹ آباد۔ داتہ ہزارہ۔ کیمل پور۔ ادھوال۔ پشاور۔ شب قدر۔ نوشہرہ۔ مالاکنڈ۔ خیبر ایجنسی۔ میانوالی۔ عیسےٰ خیل۔ کندیاں۔ بنوں۔ سرائے نورنگ۔ ڈیرہ اسمٰعیل خاں۔ ملتان شہر۔ سیلسی۔ دیوا سنگھ۔ احمدپور۔ پاکپٹن۔ عارف والہ ضلع منٹگمری۔ فیروز پور۔ زیرہ۔ کوٹ کپورا ضلع فیروزپور۔ بھمبیاں۔ اہرانہ۔ کاٹھ گڑھ۔ حسن پور ضلع ہوشیار پور۔ جالندھر چھاؤنی۔ کریام۔ جھٹ۔ ملود۔ چک لوہٹ ضلع لدھیانہ۔ غوث گڑھ۔ ہرنس پورہ۔ خانپور۔ دھوری۔ سامانہ۔ ریاست نابھہ۔ رائے پور۔ سنگرور۔ جنید۔ برنالہ۔ ریاست پٹیالہ۔ انبالہ۔ مکھو وال ضلع انبالہ۔

دہلی۔ حصار۔ کرنال۔ رہتک۔ روہڑی سکھر۔ لاڑکانہ۔ کوئٹہ۔ لورالائی۔ میرٹھ۔ سہارنپور۔ ڈیرہ دون۔ منصوری۔ چندوسی ضلع مرادآباد۔ فیض آباد۔ علی گڑھ۔ آگرہ۔ جے پور۔ بھوپال۔ مسکرا ضلع ہمیرپور۔ مونگھیر۔ کٹک۔ کلکتہ۔ بیربکیب شاہ۔ پوٹہ۔ حیدرآباد دکن۔ عثمان آباد۔ یادگیر۔ سکندرآباد۔ ادگور۔ دینگاوالہ۔ شموگا۔ مانڈلے برما۔ توپخانہ ملٹری۔

بیرونی ممالک جن میں مرکزی مبلغ کام کرتے ہیں۔ ان میں سے جماعت پاڈانگ سماٹرا کا چندہ باقاعدہ آ رہا ہے۔ اور ہر ماہ ⅔ حصہ مقامی اخراجات اشاعت اسلام کے لئے رکھ کر باقی ⅓ حصہ مرکز میں ارسال کیا جاتا ہے۔ مغربی افریقہ سے بھی چندہ آتا ہے۔ لیکن اس میں باقاعدگی کی ضرورت ہے۔ دوسرے ممالک مثلاً انگلینڈ۔ ماریشس میں بھی باقاعدگی کی ضرورت ہے۔

آخر میں میں جماعتوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں۔ کہ ان جماعتوں کو جن کی فہرست دی گئی ہے۔ چاہئے کہ وہ بقایا اور ماہ اپریل کا چندہ ارسال فرمائیں۔ اور دوسری جماعتوں کو جن کے نام اس میں نہیں ان کو بہت زیادہ توجہ سے بقایا اور ماہ اپریل کا چندہ ارسال کرنا چاہئے۔

گیارہ ماہ میں ذیل کا چندہ وصول ہوا ہے۔ اور کمی بجٹ منظور کردہ مجلس مشاورت کو اسی ماہ ہی میں پورا کرنا ضروری ہے۔

۱۹۲۹ء	چندہ عام	صدقات	جلسہ سالانہ
اصل آمد تا ماہ مارچ	۷۱۵۱۰	۱۴۶۵۶	۱۳۱۳۸
بجٹ سالانہ	۱۰۴۰۰۰	۲۰۸۰۰	۱۹۰۰۰
کمی	۳۲۴۹۰	۶۱۴۴	۵۸۶۲

عبدالمغنی ناظر بیت المال قادیان

گجرات میں آریوں سے زبردست مناظرہ

۲۴ مارچ ۱۲ بجے سے ۴½ بجے تک آریہ سماج مندر میں آریوں سے مناظرہ ہوا۔ ہماری طرف سے مناظر مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری تھے اور آریہ سماج کی طرف سے پنڈت ست دیو صاحب۔ مضمون زیر بحث یہ تھا (۱) کیا وید کامل الہامی کتاب ہے۔ اسکی موجودگی میں کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں (۲) کیا قرآن شریف کامل الہامی کتاب ہے۔ اسکی موجودگی میں کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں۔ پہلے آریہ مناظر نے وید کے کامل الہامی کتاب ہونے پر تقریر کی۔ جسکی تردید مولوی اللہ دتا صاحب نے اسقدر زبردست پیرائے میں کی۔ اور ستیارتھ پرکاش سے ایسے ایسے حوالہ جات پیش کئے۔ کہ حاضرین عش عش کر اٹھے۔ جس وقت مولوی صاحب وید کی تعلیم پیش کرتے۔ حاضرین شرم سے منہ چھپاتے۔

دوسرا مضمون "قرآن شریف الہامی کتاب" تھا۔ اس کے متعلق مولوی اللہ دتا صاحب نے شروع میں نہایت عالمانہ اور زبردست تقریر کی جس کا یہ اثر تھا۔ کہ سب لوگ عالم وجد میں تھے۔ سب سے بڑا اعتراض آریہ مناظر کا یہ تھا۔ کہ اگر قرآن شریف کامل الہامی کتاب ہے۔ تو کیا وجہ ہے ابتدائے آفرینش میں نہ اترا۔ جس کا جواب مولوی صاحب نے یہ دیا۔ یہ ایسی بات ہے جیسے پہلی جماعت کے لڑکے کے سامنے بی۔ اے کا کورس رکھ دیا جائے۔ یا چھوٹے سے بچے کو بڑے آدمی کا لباس پہننے پر مجبور کیا جائے۔ آریہ مناظر نے مجمع کو اسقدر مایوس کیا کہ بعض اشخاص تو بول اٹھے۔ ایسے شخص کو

وصیتیں

نمبر ۲۹۶۸ :- میں محمد صدیق ولد شیخ داؤد پیشہ تجارت عمر ۴۶ سال بیعت ۵ اجون ۱۹۲۷ء ساکن ضلع محبوب نگر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ ۸ ۲ نومبر ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت جائداد اراضی ۲۰ ایکڑ ۵ گنٹہ موضع گوڈے پور تحصیل تعلقہ یکتل ضلع محبوب نگر میں ہے۔ جس کی قیمت معمار روپیہ سکہ عثمانیہ ہے اور ماہوار آمد مبلغ ۳۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر بمد وصیت داخل کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ فقط۔ العبد محمد صدیق دکاندار محبوب نگر علاقہ دکن

گواہ شد :- میر اسحاق علی سیکرٹری انجمن احمدیہ محبوب نگر

گواہ شد :- سید عبد الغنی وکیل احمدی

نمبر ۲۹۷۱ :- میں محمد حسین ولد چراغدین قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن گٹھالیاں ڈاکخانہ خاص تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۱۲ ۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۱۵ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر متروکہ جائداد ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی :- فقط

العبد :- خاکسار محمد حسین مدرس دولت ڈاکخانہ مانگٹانوالہ ضلع شیخوپورہ حال وارد قادیان (گواہ شد) عاجز محمد ابراہیم سیکنڈ ماسٹر و سیکرٹری وصایا ننکانہ صاحب حال وارد قادیان (گواہ شد) بقلم خود محمد الدین مدرس جوڑا سنگھ حال وارد قادیان :-

نمبر ۳۰۰۵ :- میں امیر بی بی بیوہ کرم الٰہی قوم دھوبی عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۸ء ساکن فتح پور ڈاکخانہ خاص تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائداد اس وقت ایک مکان قیمتی مبلغ ۳۰۰ روپیہ کا ہے۔ میں اس مکان کی قیمت میں سے ایک سو روپیہ منشی محمد الدین سے لے چکی ہوں۔ اب میں اس مکان کی بقیہ قیمت مبلغ ۲۰۰ روپے کی مالک ہوں لہذا میں اس جائداد کے ۱/۸ حصہ کی وصیت کرتی ہوں یعنی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں نیز یہ بھی لکھ دیتی ہوں کہ اگر میری وفات پر اس جائداد کے علاوہ کوئی اور مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۲۹/۱۲/۲۸ بمبلغ ۳۰ روپیہ مہر کے میں خرچ کر چکی ہوں۔ العبد امیر بی بی بیوہ کرم الٰہی صاحب فتح پور حال وارد قادیان۔ گواہ شد محمد الدین مدرس تہال حال وارد قادیان (گواہ شد) عبد اللطیف احمدی بقلم خود از خانووال

ضلع گجرات حال وارد قادیان :-

نمبر ۲۹۷۶ :- میں سائمہ بی بی زوجہ حسن محمد قوم جٹ وڑائچ عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چکریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد مہر مبلغ تین صد روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ نہ ہی کوئی زیور ہے اور نہ ہی کوئی آمد ہے۔ میں اپنی اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں نیز یہ بھی لکھ دیتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات پر اس کے علاوہ کوئی مزید جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی فقط کاتب الحروف نور حسن شاہ شیخپور ضلع گجرات حال وارد قادیان

العبد :- ایمنہ بی بی موصیہ۔ گواہ شد :- نور حسن شاہ بقلم خود

گواہ شد :- بقلم خود حسن محمد خاوند موصیہ :-

نمبر ۲۹۸۹ :- میں منشی محمد حسین احمدی ولد مولی داد قوم منہاس راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۷ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۱۴ء ساکن موضع جگو شرقی ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۲۶ روپے بصورت تنخواہ ملازمت ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا میرے مرنے کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی :- فقط مورخہ ۲۸/۱۲/۲۸

العبد موصی :- منشی محمد حسین نائب مدرس دلاور پور تحصیل کھاریاں ضلع گجرات موضع جگو شرقی بقلم خود حال وارد قادیان (نوٹ) وصیت ہذا یکم جنوری ۱۹۲۹ء سے عمل درآمد ہوگا :-

گواہ شد :- فضل احمد اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر

گواہ شد :- بقلم خود میاں جان ولد علم الدین سکنہ کاس تحصیل کھاریاں حال وارد قادیان :-

نمبر ۳۰۱۹ :- میں ہاجرہ بیگم زوجہ چودھری فضل الٰہی قوم گجر عمر ۲۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ مہر دو صد روپیہ زیور طلائی قیمتی ۱۵۰ صد روپیہ۔ فقط

العبد :- ہاجرہ بیگم موصیہ بقلم خود۔

گواہ شد :- فضل الٰہی ولد مہر الدین خاوند موصیہ بقلم خود

گواہ شد :- سعد الدین انگلش ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ برادر موصیہ راقم وصیت ہذا۔

ناظر ہمارے سلسلہ کے ایک نوجوان کارکن کے واسطے پرائمری پاس لڑکی سے ناطہ درکار ہے۔ کیونکہ وہ سلسلہ کی طرف سے ایک ایسی جگہ متعین ہیں جہاں کام کرنے کیلئے گورنمنٹ نے یہ شرط لگائی ہے مزید حالات مجھ سے دریافت ہو سکتے ہیں :- (مفتی محمد صادق ناظر امور خارجہ۔ قادیان

(اشتہار)

اولاد بڑی نعمت ہے

جو لوگ اولاد جیسی نعمت سے محروم ہیں۔ ہم ان کو سچے دل سے مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ ایک ماہر اور پچاس سالہ تجربہ کار طبیب کا آزمودہ و تجربہ شدہ شربت حمل کم از کم ایک دفعہ ضرور ہی گھر میں استعمال کرائیں۔ یہ لذیذ شربت طب یونانی کا ایک مشہور و معروف مرکب اولاد سے محروم گودیوں کو ہرا بھرا کر دیتا ہے اس کے علاوہ اگر حمل قرار پا کر ضائع ہو جاتا ہو۔ یا بچے پیدا ہو کر چھوٹی عمر میں ہی ماں باپ کو داغ جدائی دے جاتے اور ان کے کلیجوں میں ناسور ڈال جاتے ہوں تو اس شربت کا استعمال آب حیات کا اثر دکھاتا ہے۔ اس کے استعمال سے اولاد نرینہ کی خواہش بھی پوری ہوتی ہے۔ اگر آپ کے گھر میں بانجھپن کا عارضہ ہے یا مرض اٹھرا کی بیماری ہے یا آپ کے گھر لڑکیاں ہی لڑکیاں ہیں۔ اولاد نرینہ کی خواہش ہے۔ تو آپ اس کے استعمال سے انشاء اللہ تندرست مضبوط اور طویل العمر اولاد نرینہ حاصل کر سکیں گے اس کی خوبی دراصل اس کے استعمال سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ اتنی خوبیوں کے باوجود قیمت شربت حمل صرف چھ روپے آٹھ آنے (۶/۸ للعہ)

ہماری دوائی کی زبردست تصدیق

عالیجناب حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب پریذیڈنٹ لوکل مجلس منتظمہ قادیان تحریر فرماتے ہیں :-

"میں اس امر کی تصدیق کرتا ہوں۔ کہ ناظم احمدیہ فارمیسی کا جو اشتہار اولاد حاصل کرنے کی دوائی کے متعلق شائع ہوتا ہے۔ وہ صداقت پر مبنی ہے۔ جن لوگوں نے اس دوائی کو استعمال کیا ہے ان میں سے بعض نے میرے دریافت کرنے پر میرے سامنے یہ شہادت دی۔ کہ یہ دوائی اولاد حاصل کرنے کے متعلق فی الواقعہ مفید ثابت ہوئی ہے۔ اس لئے میں اپنی اس تصدیق کو فائدہ عام کے لئے شائع کرنے کی اجازت دیتا ہوں"

ناظم احمدیہ فارمیسی قادیان ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم   ••✗••   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

قادیان کی منڈی میں قطعات کی فروخت

قادیان ضلع گورداسپور پنجاب کے مشہور علاقہ ریاڑکی کا مرکز ہے۔ جس میں گندم۔ گڑ۔ ماش۔ مونگی۔ تل کثرت کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں اس علاقہ میں چاہی کاشت بھی ہوتی ہے۔ اور اپر باری دواب نہر کا پانی بھی لگتا ہے۔ اور چونکہ بارش کافی ہوتی ہے۔ بارانی کاشت بھی کامیاب ہوتی ہے۔ اب تک اس علاقہ کا مال بٹالہ کی منڈی میں جاتا تھا۔ لیکن اب ریل کے جاری ہو جانے کی وجہ سے قادیان میں منڈی کی تجویز کی گئی ہے۔ مجوزہ منڈی کی جگہ ریلوے سٹیشن قادیان کے قریب ہے اور فی الحال ٹاؤن کمیٹی کی حدود سے باہر ہے قادیان میں آج کل دن میں چار دفعہ ریل آتی جاتی ہے قادیان ایک بڑی جلدی جلدی ترقی کرنے والا قصبہ ہے۔ جس کی آبادی اس وقت کم و بیش پانچ ہزار ہے۔ اس میں دو ہائی سکول ہیں۔ اور ایک لڑکیوں کا مدرسہ ہے۔ علاوہ ازیں ڈاکخانہ تارگھر۔ پریس شفا خانہ وغیرہ سب موجود ہیں۔ ضروریات زندگی ہر قسم کی مہیا ہو جاتی ہیں۔ جو لوگ اس منڈی میں قطعات لینا چاہتے ہوں۔ وہ پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں منڈی کا نقشہ اور شرائط فروخت قطعات جو زیر غور ہیں عنقریب شائع ہونگے۔ اور مناسب لوگوں کو مفت مہیا کئے جائینگے۔ خریداروں کا اندازہ کرنے کے بعد فروخت قطعات کی تاریخ اور دیگر ضروری تفاصیل کا اعلان کیا جائیگا۔ اس اشتہار کی وجہ سے مالکان اراضی منڈی پر کسی قسم کی ذمہ واری عائد نہیں ہوگی :

المشتہر: مرزا بشیر احمد ایم اے۔ منیجر فروخت قطعات مجوزہ منڈی قادیان

جب اٹھرا

کا نام

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولینا مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً نو تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ (عہ) لیا جائیگا۔

مالک و کاتب

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

آب حیات محمدی

جملہ بخارات کے لئے اکسیر ہے ورم طاعون شدت ہیضہ و سنگرہنی وجع المعدہ ورم طحال۔ یرقان۔ مالیو یا چیچک و خسرہ درد کان درد دانت۔ پھوڑا۔ پھنسی۔ ورم پیٹ خارش بدن و نکسیر و درد پیشانی درد چشم و ککرے۔ علاوہ ازیں بہت سے امراض کے لئے تیر بہدف ہے۔ اہل تجربہ خود آزما کر دیکھ لینگے۔ نہایت مفید اور کم قیمت ہے۔ ہم نے اس کا تجربہ کیا ہوا ہے۔ قیمت فی شیشی عہ علاوہ محصول

المشتہر:۔ نور حسین مولوی جھنڈو ڈاکخانہ بھاؤ گیپور ضلع گجرات

رشتہ درکار ہے

ایک احمدی نوجوان لڑکا قوم زمیندار چٹھہ عمر ۲۵ سال زراعت پیشہ آمدنی سالانہ قریباً تین سو روپیہ ایک مربع اراضی قسم چاہی نہری بارانی کا واحد مالک ہے۔ اچھا گزارہ رکھتا ہے۔ رشتہ کی ضرورت ہے۔ ضلع گوجرانوالہ۔ گجرات۔ شیخوپورہ۔ سیالکوٹ کی احمدی زمیندار برادری میں رشتہ مطلوب ہے۔ بذریعہ خط و کتابت یا خود تشریف لاکر دریافت فرمائیں :

غلام حسین زمیندار چٹھہ احمدی پٹواری مقام کوٹلی ڈاکخانہ تحصیل وزیرآباد

ضرورت ہے

ایک تجربہ کار نیک تعلیم یافتہ مسلمان کم از کم انٹرنس پاس معلمہ کی جو انگریزی۔ اردو حساب۔ جغرافیہ۔ تاریخ ڈرائنگ نِٹنگ پڑھا سکتی ہو۔ ٹرینڈ کو ترجیح دی جائیگی درخواستیں معہ سندات تعلیم و کارگذاری آنی چاہئیں۔ ادیب ادیب عالم۔ ادیب فاضل کی سند بھی اگر ہو تو زیادہ بہتر ہوگا۔ تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت

راقم:۔ خان محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ

ضرورت رشتہ

ایک معزز و شریف گھرانے کی احمدی لڑکی جو نوجوان تعلیم یافتہ اور امور خانہ داری سے پوری واقف ہے لڑکی کے لئے رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکا شریف معزز اور تعلیم یافتہ ہو۔

خواہشمند اپنے پورے حالات تحریر فرمائیں

خادم محمد صادق ناظر امور عامہ قادیان

راجپال کا قتل

۶۔اپریل کو لاہور میں راجپال جس نے "رنگیلا رسول" کے نام سے نہائت دل آزار اور فتنہ انگیز کتاب شائع کی تھی۔ قتل ہو گیا۔ آریہ اخبارات نے اس واقعہ کا ذکر جس رنگ میں کیا ہے وہ حسب ذیل بیان سے ظاہر ہے۔ جو "ملاپ" کے حوالہ سے مرتب کیا گیا ہے۔ ملاپ نے اس واقعہ کے متعلق جو اپنا خاص ضمیمہ ۷ اپریل شائع کیا۔ اس میں لکھا:۔

۶۔اپریل ۲۔بجکر ۰ منٹ پر راجپال اپنی دوکان میں لیٹا اونگھ رہا تھا۔ قاتل نے موقعہ تاڑ کر اس پر حملہ کر دیا۔ ایک ہاتھ سے اسے گلے سے پکڑ لیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے دل کے نزدیک چھرا گھونپ دیا۔ قتل کے بعد جس وقت قاتل دوکان سے باہر نکلا۔ تو راجپال کے نوکر نے اسے دیکھ لیا۔ وہ بڑا حیران ہوا۔ کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ کہ ایک آدمی جس کے کپڑے خون سے لت پت ہیں۔ دوکان کے اندر سے نکلے آیا ہے۔ اس نے دوکان کے اندر جا کر دیکھا۔ تو راجپال مرا پڑا تھا شور مچانے پر لوگ جمع ہو گئے۔ قاتل ہسپتال کی طرف بھاگا۔ ایک چوب فروش نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے اپنے آپ کو چھڑانے کی بہت کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اتنے میں اور لوگ بھی پہونچ گئے۔ اور اُسے راجپال کی دوکان پر لایا گیا"۔

یہ وہ بیان تھا۔ جو واقعہ کے بعد جلد سے جلد مرتب کر کے شائع کیا گیا تھا۔ لیکن ۹ اپریل کے پرچہ میں جو کچھ لکھا گیا۔ اس کا لب لباب یہ ہے:۔

دو بجے بعد دوپہر راجپال اپنی دوکان کی گدی پر بیٹھا ہوا تھا۔ آج خلاف معمول اس کے یہاں اور ملازم موجود نہ تھے۔ صرف ایک ملازم دوکان کے اندر کام کر رہا تھا۔ قاتل آیا۔ اور اس نے ایک چھرے کا وار کیا۔ چھرا سینے میں لگا۔ راجپال کی چیخ نکل گئی۔ ملازم اندر سے دوڑتا ہوا آیا۔ اور اس نے اسے خون میں لت پت دیکھا۔ اتنے میں لالہ دینا ناتھ آنند۔ لالہ شام لال کپور۔ مہاشہ کرشن اور دیگر لوگ پہونچ گئے۔ اس وقت مقتول ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ اور بھی لوگ پہونچ گئے۔ قاتل ہسپتال روڈ پر دوڑا۔ چند آدمیوں نے مار گیا بھاگا جا رہا ہے کا شور مچا دیا۔ قاتل دوڑ کر مسٹر سیتا رام آریہ سوداگران لکڑی کے گودام میں گھس گیا۔ سیتا رام آریہ کے لڑکے ودیا رتن نے اسے پکڑ لیا۔ اس شخص نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن ودیا رتن بھی کافی طاقتور ہے۔ اس نے نہ چھوڑا۔ پھر اس کو چند دیگر لوگوں کی مدد سے راجپال کی دوکان پر لایا گیا۔ اسی اثنا میں پولیس وہاں پہونچ گئی۔ اور اسے گرفتار کر کے لاری کار میں لے گئی۔ مقتول کی لاش کو اٹھا کر چارپائی پر ڈالا گیا۔ اور فوٹو لیا گیا۔ ازاں بعد لاش کو لاری میں رکھ کر میو ہسپتال میں لیجایا گیا۔

جہاں پوسٹ مارٹم کیا گیا۔ فوراً شہر میں پولیس جا بجا تعینات کر دی گئی۔ راجپال کی دوکان کے سامنے بھی سخت پہرہ لگا دیا گیا کسی کو وہاں سے گذرنے کی اجازت نہ تھی۔ معلوم ہوا ہے۔ قاتل چھرا دوکان میں ہی چھوڑ کر بھاگ گیا۔ جسے پولیس نے اپنے قبضہ میں کر لیا۔

پولیس نے اس وقت چند گواہوں کے ابتدائی بیانات قلمبند کئے۔ کدار ناتھ ملازم راجپال نے بیان کیا۔ کہ میں دوکان کے اندر تھا۔ جب میں نے شور سُنا۔ تو اس جگہ پر آ گیا۔ جہاں مہاشہ جی تھے۔ اور ملزم کو کاغذوں کے بنڈلوں سے مارنا شروع کیا۔

دوسرے گواہ بھگت رام نے بیان کیا۔ میں مہاشہ راجپال کا ملازم ہوں۔ جس وقت میں نے شور سُنا۔ تو میں اس جگہ پر آ گیا جہاں مہاشہ جی تھے۔ اور ملزم کو چھرے سے مارتے ہوئے دیکھا۔ میں نے کاغذوں کے بنڈل اُٹھائے۔ اور ملزم پر پھینکنا شروع کر دئیے ملزم اتنے میں باہر کی طرف بھاگ نکلا۔ اور میں اور کدار ناتھ اس کے پیچھے بھاگے۔ اتنے میں بہت ہجوم ہو گیا۔

لالہ پرمانند نے بیان کیا۔ کہ میں شور سن کر اپنی دوکان سے باہر نکل آیا۔ ملزم بہت دور بھاگ گیا تھا۔

مہاشہ دیورتن نے بیان کیا۔ کہ ملزم ہماری دوکان کے اندر گھس گیا۔ اور میں نے اس کو پکڑ لیا۔ اس نے بھاگنے کی کوشش کی اتنے میں بہت سے آدمی آ گئے۔ اور اس کو پکڑ کر مہاشہ راجپال کی دوکان کی طرف لے گئے۔

ایک اور بیان "ملاپ" کا یہ ہے:۔

آج بعد دوپہر ۲ بجکر ۱۰ منٹ پر جبکہ مہاشہ راجپال منیجر سرسوتی پستکالیہ ہسپتال روڈ اپنی دوکان پر سو رہے تھے۔ ایک خوبصورت مسلمان نوجوان انارکلی کی طرف سے آیا۔ اور سیدھا مہاشہ جی کی دوکان پر گیا۔ جاتے ہی اس نے ایک چھرے سے مہاشہ جی کے دل کے نزدیک ایک زخم کیا۔ جو مہاشہ راجپال کی زندگی کا خاتمہ کر گیا۔ اور میں مر گیا۔ میں مر گیا پکارنے لگا۔ کہتے ہیں گورو گھنٹال کے دفتر سے لالہ شام لال کپور وغیرہ بھی آ گئے۔ قاتل ہسپتال کی طرف بھاگ نکلا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس موقعہ پر پولیس کا ایک سپاہی شیر محمد بھی وہاں پر آ گیا۔ اور دیگر آدمیوں کی امداد سے اس کو راجپال کی دوکان پر لے آیا۔

لاہور ۷۔اپریل۔ راجپال کی لاش کا پوسٹ مارٹم کل ہو گیا تھا آج حسب اعلان لوگ جوق در جوق ارتھی کا جلوس نکالنے کی غرض سے ہسپتال کے سامنے جمع ہو گئے۔ ہجوم بہت زیادہ ہو گیا۔ اور ہندو دھرم اور ویدک دھرم کی جے کے نعرے لگانے لگا۔ لوگ عام طور پر برہنہ سر تھے۔ ایک وفد ڈپٹی کمشنر کے پاس گیا۔ کہ ارتھی کو بصورت جلوس شہر میں سے جانے کی اجازت دی جائے۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ دوپہر کے بعد بعض ہندو میو ہسپتال سے یکایک ایک لکڑی کی خالی ارتھی لے کر باہر آ اس ارادہ سے روانہ ہوئے۔ کہ اسے جلوس کی شکل میں شہر میں سے ہو کر لے جائیں۔ جب وہ شہر کو جا رہے تھے۔ تو پولیس نے ان کو روک دیا۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ موقعہ پر پہونچ گیا۔ اور ہجوم کو منتشر ہو جانے کا حکم دیا۔ انکار پر مجسٹریٹ کے حکم سے پولیس نے ان کو منتشر کر دیا۔ خالی تختہ چھین لیا۔ حکام نے حفظ امن کا نہایت کافی انتظام فوراً کر لیا۔

معاصر "انقلاب" (۹۔اپریل) اس واقعہ کے متعلق لکھتا ہے

"رسوائے عالم کتاب "رنگیلا رسول" کے راجپال پبلشر کو شنبہ مورخہ ۶ اپریل اڑھائی بجے بعد دوپہر کے قریب اس کی دوکان واقعہ ہسپتال روڈ بازار میں نو انچ لمبے چھرے سے ہلاک کر دیا گیا۔ چھرا دل کے اوپر سینہ میں گھونپا گیا۔ جو جسم کے پار جا نکلا۔

پولیس نے اس واقعہ قتل کے سلسلہ میں ایک مسلمان نوجوان کو گرفتار کیا ہے۔ جس کی نسبت کہا جاتا ہے۔ کہ وہ راجپال کو قتل کر کے میو ہسپتال کی طرف بھاگا۔ راجپال کے ملازم اور دو گر اشخاص نے اس کا تعاقب کیا۔ اور وہ لکڑی کے ایک ٹال (ذخیرہ) فروشی کے احاطہ میں داخل ہو گیا۔ جہاں پر سیتا رام مالک ذخیرہ کے بیٹے ودیا رتن نامی نے اسے پکڑ لیا۔ اس نوجوان نے اپنا نام علم دین بتایا ہے۔ وہ قوم کا ترکھان ہے۔ اس کی عمر تقریباً اُنیس برس کی بتائی جاتی ہے۔

راجپال پر جو عدالت عالیہ پنجاب کے فیصلہ کی بدولت اپنے سزا سے محفوظ ہو چکا تھا۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۶ء کو ایک مسلمان نوجوان مسمی خدا بخش نے چاقو سے حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا تھا۔ حملہ آور کو سات سال قید با مشقت معہ تین ماہ قید تنہائی کی سزا ہوئی تھی۔ ایک شخص مسمی عبدالعزیز خاں نے اکتوبر ۱۹۲۷ء کو راجپال کی دوکان پر ایک اور شخص کو چاقو سے زخمی کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حملہ بھی شخص مذکور کو راجپال سمجھ کر کیا گیا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ راجپال اپنی دوکان پر بیٹھا کام کر رہا تھا کہ ایک نوجوان اسے سر کو پکڑ کر اسے فرش پر لٹا دیا۔ اور نو انچ لمبا کا چاقو اس کے سینہ میں گھونپ دیا۔ جو جسم کے [illegible] راجپال نے ایک چیخ ماری۔ اور حملہ آور بھاگ گیا۔ جس کا تعاقب کیا گیا راجپال کی جان اس وقت تک نکل چکی تھی۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ علم دین کی منگنی ہوئے ابھی آٹھ روز گزرے تھے۔ اس کا ایک بھائی خلافت کا رضا کار ہے۔ اس کے والد کو واقعہ کا علم ہوا۔ تو اس نے صبر و تحمل کے ساتھ اسے برداشت کر لیا۔ اور کہا کہ اگر میرے بیٹے نے یہ فعل نہیں کیا۔ اور ناحق گرفتار ہوا ہے۔ تو مجھے دکھ ہے۔

اسمبلی میں بم

نئی دہلی ۸۔اپریل۔ آج لیجسلیٹو اسمبلی کے کونسل چیمبر میں جبکہ صدر اسمبلی رولنگ دینے کے لئے کھڑا ہوا۔ تو وزیٹر گیلری کی طرف سے دو بم سرکاری بنچوں پر پھینکے گئے۔ جس سے پانچ ممبر زخمی ہوئے۔ سر بومنجی دلال کو سخت زخم آئے۔ سر جارج شوسٹر کا زخم بھی لیا معمولی نہیں۔ باقی تین ممبروں کو معمولی زخم آئے۔ ایک شخص بٹوکیشور دت بنگالی جو آج کل کانپور میں رہتا ہے۔ اور دوسرا بھگت سنگھ پنجابی جو سردار اجیت سنگھ مشہور جلاوطن پنجابی کا لڑکا ہے۔ ان دونوں نے بم پھینکے۔ ایک چھوٹا سا رسالہ جس کا نام "ہندوستانی سوشلسٹ جمہوری فوج" تھا۔ اور جس میں پبلک سیفٹی بل، ٹریڈ ڈسپیوٹ بل اور میرٹھ کیس کے متعلق احتجاج کیا گیا تھا۔ ساتھ ہی پھینکا گیا۔ نیز۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل کے لئے قادیان سے شائع کیا۔